بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

تُحْفَۃُ لَارَیْبَ فِی الرَّدِّ عَلٰی اَھْلِ الصَّلِیْب

اِسمِ محمد ﷺ کا فیضان

ایک عیسائی پادری کے قبولِ اسلام کی داستان

مُصنّف:
عبداللہ بن عبداللہ الترجمان

مترجم: پروفیسر علامہ محمد اعجاز جنجوعہ

نوریہ رضویہ پبلیکیشنز
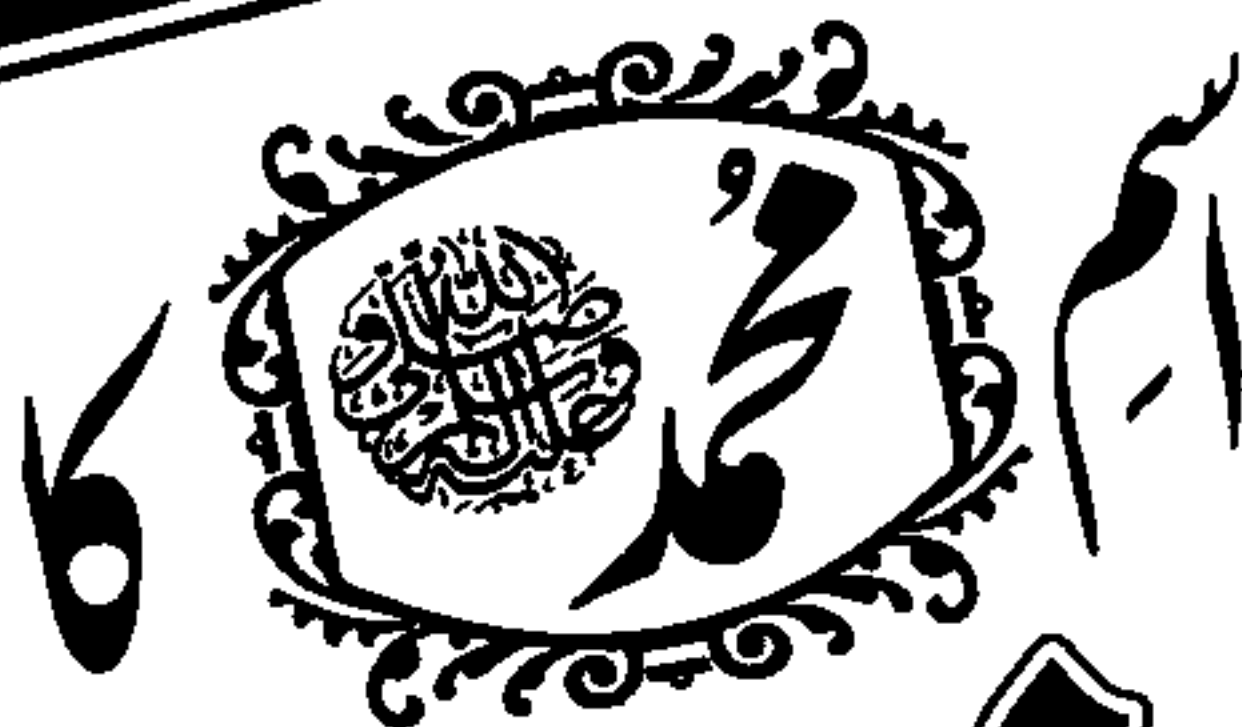
۱۱۔ گنج بخش روڈ لاہور

042-7313885

تزئین و اہتمام

سید شجاعت رسول شاہ قادری

نام کتاب	———	تحفة الاریب فی الرد علی اهل الصیب
مصنف	———	عبداللہ بن عبداللہ الترجمان
مترجم	———	پروفیسر علامہ محمد اعجاز جنجوعہ
کمپوزنگ	———	words maker Lhr.
صفحات	———	104
اشاعت اوّل	———	اپریل 2004ء
تعداد	———	1100
ناشر	———	نوریہ رضویہ پبلی کیشنز
مطبع	———	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
کمپوزکوڈ	———	1N-82
قیمت	———	50 روپے

ملنے کا پتہ

نوریہ رضویہ پبلیکیشنز

11 گنج بخش روڈ لاہور فون: 7313885

مکتبہ نوریہ رضویہ

گلبرگ اے فیصل آباد فون: 626046

فہرست مضامین

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَحِزْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ!

زیر نظر کتاب تحفۃ الاریب ایک نامور عیسائی پادری عبداللہ ترجمان کے حلقہ بگوش اسلام ہونے کی داستان بھی ہے اور عیسائیت کے تعارف اور ردّ و ابطال کی دستاویز بھی، مصنف موصوف نے کمال جامعیت اور اختصار کے ساتھ اپنے خاندانی پس منظر، اکتساب علم، تلاش حق کے جانگداز مراحل اور دامانِ اسلام سے وابستہ ہونے کی کہانی قلم بند کی ہے اور واشگاف الفاظ میں اظہار کیا ہے کہ اسم محمد (ﷺ) کی بابرکت روشنی نے ان کے لیے ہدایت کا راستہ جگمگا دیا ہے۔ اور ہدایت کی اسی روشنی میں انہوں نے آبائی دین چھوڑ کر نجات کا دین اختیار کرلیا ہے۔

یہ کتاب صغیر الحجم ہے اور عرصہ دراز سے راقم الحروف کے پاس موجود ہے مگر کبھی بھی اس کی اہمیت کا اندازہ نہ ہوا، مولانا شبلی نعمانی کی کتاب علم الکلام'' کا نیا ایڈیشن شائع ہوا تو اس کی ورق گردانی کے دوران ایک جگہ عبداللہ ترجمان کے قبول اسلام کا ذکر اور ان کی کتاب کا مختصر تعارف نظر سے گزرا تو احساس ہوا کہ کتاب اہمیت کی حامل ہے چنانچہ اس کو اردو زبان میں ڈھالنے کا واعیہ پیدا ہوا پھر بدقت نظر مطالعہ کے بعد ترجمہ کا کام شروع کیا، الحمدللہ اب یہ کام مکمل ہو کر زیورِ طبع سے آراستہ ہو رہا ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو متلاشیانِ حق کے لیے نشانِ منزل اور مترجم کے لیے سرمایہ آخرت بنائے، آمین

مترجم کا تعارف

راقم الحروف (محمد اعجاز جنجوعہ) ضلع چکوال کے ایک دور افتادہ غیر معروف گاؤں بھسین علاقہ ونہار کا رہنے والا ہے اور راجپوتوں کے مشہور قبیلہ جنجوعہ سے تعلق رکھتا ہے والد گرامی راجہ محمد نواز جنجوعہ گاؤں کے نمبردار ہیں، برادر مکرم اختر نواز جنجوعہ آرمی میں فل کرنل ہیں،

اس خاکسار نے گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج بوچھال کلاں ضلع چکوال سے ایف اے کیا پھر دینی رغبت نے فاضل جلیل عالم نبیل حضرت العلامہ مولانا سید منور شاہ بھلیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی بابرکت صحبت اور شاگردی میں پہنچا دیا جن سے درس نظامی کتب پڑھنے کا شرف حاصل ہوا، بعدازاں ایم اے اسلامیات ایم اے عربی اور بی ایڈ کیا، پھر پبلک سروس کمیشن کے مقابلے کے امتحان میں کامیابی حاصل کر کے محکمہ تعلیم سے ناطہ جوڑا جس سے راہ و رسم" اب بھی قائم ہے اور اس وقت گورنمنٹ ڈگری کالج بوچھال میں بحیثیت استاد خدمات سرانجام دے رہا ہے۔

اس بے بضاعت نے قبل ازیں مشہور زمانہ کتاب حجۃ اللہ علی العالمین اور الاسالیب البدیعہ مصنفہ امام یوسف بن اسماعیل نبہانی کو زبان اردو کا پیرہن دیا جو کہ زیور طبع سے آراستہ ہو کر دینی حلقوں میں خاصی پذیرائی حاصل کر چکی ہیں، مزید برآں الصارم المسلول" از حافظ ابن تیمیہ اور حدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ از امام عبدالغنی النابلسی علیہ الرحمہ کا کے تراجم تقریباً مکمل ہو چکے ہیں اور ان کی کمپوزنگ بھی ہو رہی ہے۔

ناظرین کرام سے التماس ہے کہ ہر قسم کی فروگزاشتوں سے صرفِ نظر کرتے ہوئے ترجمہ کا مطالعہ فرمائیں اور اس عاجز کے لیے صحت و سلامتی حسنِ عمل اور حسنِ خاتمہ کی دعا کریں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

محمد اعجاز جنجوعہ

غفر اللہ لہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَحۡدَہٗ وَاِلَیۡہِ یرجع الامر کلہ
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لَّا نَبِیَّ بَعۡدَہٗ

ابتدائیہ

حمد وصلوٰۃ کے بعد گزارش ہے کہ

''جب اللہ تعالیٰ نے مجھے راہ راست'' کی طرف رہنمائی فرمائی اور سچے دین کی دولت سے سرفراز کیا تو میں نے دین حق کے صاف قطعی دلائل پر غور کیا جس سے معلوم ہوا کہ یہ دلائل ایسے ہیں جو معمولی عقل وشعور رکھنے والوں پر بھی پوشیدہ نہیں رہ سکتے، مگر بصیرت کے اندھوں کی بات الگ ہے۔

میں نے دیکھا کہ اس موضوع پر علمائے اسلام کی تصنیفات اتنی وقیع اور عظیم الشان ہیں کہ ان پر اضافہ کی گنجائش نہیں، البتہ یہود ونصاریٰ کی تردید میں ان کا طرزِ استدال زیادہ تر عقلی دلائل پر مبنی ہے، حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے رد میں منقول ومعقول کا زبردست ملکہ عطا فرمایا مگر انہوں نے بھی، سوائے چند مسائل کے منقولات سے اعراض کیا، اس لیے خواہش تھی کہ اہل کتاب بالخصوص عیسائیت کے رد میں انصاف پر قائم رہتے ہوئے ایسے منقولات پیش کروں جن میں نقل وعقل کا اجتماع ہو (تاکہ گریز کا راستہ نہ رہے) میں چاہتا تھا کہ عیسائیوں کے باطل مذہب اور تثلیث کے غلط عقیدہ کی بھرپور نقاب کشائی کروں، اس کے ساتھ اناجیل اور ان کے مصنفین، یہودی شریعت اور اس کے واضعین اور ان کے عقلی بگاڑ کی وضاحت کروں پھر ان کے منقولی کفریات حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر افترآت اور اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ پر صریح کذب بیانیوں کا رد وابطال کروں،، نیز پادریوں کے اقوال، ان کی حیلہ سازیوں اور انجیل میں

تحریف کے قبیح فعل کو آشکارا کروں، اور بتاؤں کہ ان کی عبادتوں اور صلیب کے لیے سجدہ ریزیوں کی حقیقت کیا ہے؟ چنانچہ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مختصر تصنیف کیلئے صحیح رائے اور پختہ عزم کی ہدایت اور توفیق عطا فرمائی۔

اس کتاب کی ترتیب کچھ یوں ہے:

میں نے اس آغاز میں اپنی جائے ولادت اور مقام پرورش کا ذکر کیا پھر وہاں سے ہجرت، دین اسلام سے وابستگی اور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی روداد لکھی، بعدازاں امیر المومنین ابوالعباس احمد کے احسانات ان کی سیرت حمیدہ اور آثار جمیلہ نیز ان کے صاحبزادے امیر المومنین ابوفارس عبدالعزیز کے عہد حکومت کی کرم نوازیوں کا مختصر تذکرہ کیا ہے، آخر میں دین مسیحیت کی تردید اور ملت اسلامیہ کے فضائل و کمالات کا ذکر ہے، جب یہ مختصر مجموعہ پایہ تکمیل کو پہنچا تو میں نے اسے تحفۃ الریب فی الرد علیٰ اھل الصلیب کے نام سے موسوم کیا اور سہولت مطالعہ کے لیے اسے مندرجہ ذیل تین فصلوں میں تقسیم کیا تاکہ قارئین کو اکتاہٹ محسوس نہ ہو،

فصل اوّل:

میری اسلام سے وابستگی، دین نصرانیت سے علیحدگی نیز امیر المومنین ابوالعباس احمد کے احسانات،

فصل دوم:

امیر المومنین ابوفارس عبدالعزیز کے عہد حکومت کے حالات اور ان کی سیرت حمیدہ (واضح رہے کہ یہ کتاب اسی زمانے کی تصنیف ہے)

فصل سوم:

کتاب کی اصل غرض وغایت یعنی عیسائیت کی تردید تورات وانجیل اور صحف انبیاء سے نبوت محمدیہ کا اثبات۔

فصل اوّل

قبولِ اسلام کی داستان
اور امیر ابوالعباس احمد کے احسانات

میری جائے ولادت میورقہ شہر ہے (اللہ تعالیٰ اسے اسلام کا مرکز بنائے) یہ ساحل سمندر پر دو پہاڑوں کے درمیان بہت بڑا شہر ہے جسے ایک وادی نے درمیان سے دو حصوں میں بانٹ رکھا ہے، یہ بہت بڑی تجارتی منڈی ہے اور یہاں دو بندرگاہیں ہیں، جہاں بڑے بڑے جہاز سامان تجارت لے کر لنگر انداز ہوتے ہیں، اس شہر کا نام جزیرہ میورقہ کے نام پر ہے، اس جزیرے کا زیادہ علاقہ زیتون اور انجیر کے درختوں سے ڈھکا ہوا ہے اور یہاں سے سالانہ بیس ہزار ڈرم سے زیادہ زیتون کا تیل مصر اور اسکندریہ کو برآمد کیا جاتا ہے۔

جزیرہ میورقہ میں ایک سو بیس فصیل دار قلعے ہیں، میرے باپ کا شمار جزیرہ کے معزز لوگوں میں ہوتا ہے میں اپنے باپ کا اکلوتا بیٹا ہوں، چھ سال کا ہوا تو باپ نے ایک عیسائی پادری کے سپرد کیا، جس سے میں نے انجیل پڑھی، اور دو ہی برس میں اس کا اکثر حصہ از بر کرلیا، پھر چھ سال تک لغتِ انجیل اور علم منطق کی تحصیل کی، بعدازاں میورقہ سے روانہ ہو کر سرزمین قسطلان کے شہر لاوہ'' پہنچا، یہ شہر عیسائیوں کے نزدیک شہر علم'' ہے، اس کی ایک وسیع وعریض وادی ہے جہاں میں نے ریت میں سونے کے ٹکڑے دیکھے مگر لوگوں کے بقول اس کے حصول پر خرچ زیادہ اٹھتا ہے اور نفع کم ہوتا ہے لہٰذا اس کے حصول کی کوشش

نہیں کی جاتی۔

یہاں پھولوں کی بہتات ہے، کسان شفتالو توڑ کر بھگوتے ہیں پھر دھوپ میں خشک کرتے ہیں یونہی کدو اور اونٹ کے گوشت کو نمک لگا کر خشک کرتے ہیں، پھر جب سردیوں میں استعمال کرنا چاہتے ہیں تو رات کو بھگو کر رکھ دیتے ہیں، پھر پکاتے ہیں تو بالکل تر و تازہ محسوس ہوتا ہے۔

اس شہر میں نصرانی طلبہ کا ہجوم رہتا ہے جو بعض اوقات ہزار ڈیڑھ ہزار کی تعداد میں ہوتے ہیں، اور تمیں یعنی پادری کے زیر حکم کام کرتے ہیں، چونکہ اس علاقہ کی بڑی پیداوار زعفران ہے، اس لیے میں نے یہاں دو سال تک طب اور تجامت (پودوں) کا علم حاصل کیا، پھر چار سال انجیل کی تعلیم پر لگائے۔

اس کے بعد ایزدیہ کے شہر بونیہ" کی طرف نکلا، یہ بہت بڑا شہر ہے اور یہاں کی عمارات عمدہ سرخ اینٹوں سے بنی ہیں کیونکہ یہاں پتھر کی کانیں موجود نہیں، اینٹوں کی صنعت کے لیے خصوصی اجازت نامے جاری کیے جاتے ہیں، اور ان کی عمدگی اور پختگی پر نظر رکھنے کے لیے نگران افسر مقرر ہیں، اینٹیں پھٹ جائیں یا کھر جائیں تو بنانے والوں کو جرمانہ ادا کرنا پڑتا ہے نیز انہیں سزا ملتی ہے۔

اہل خطہ کے نزدیک یہ شہر ایک علمی مرکز ہے جہاں اقطار و اطراف سے ہزاروں کی تعداد میں طلبہ حصول علم کے لیے آتے ہیں، جو بطور شناخت یکساں لباس (یونیفارم) پہنتے ہیں اور پادری کی ماتحتی میں رہتے ہیں۔

میں نے شہر کے گرجا میں ایک بزرگ پادری مرتیل کے ہاں قیام کیا، عیسائیوں کے نزدیک اس پادری کے علم، دینداری اور زہد کا مقام بہت بلند ہے، وہ ایک یگانہ روزگار شخص تھا، امراء و سلاطین اس کی خدمت میں سوالات بھیجتے اور ساتھ بیش قیمت نذرانے پیش کرتے اور عیسائی لوگ ان نذرانوں کی قبولیت کو تبرک اور شرف کا ذریعہ سمجھتے تھے۔

میں نے اس پادری (مرتیل) سے عیسائیت کے اصول و احکام پڑھے اور اس عرصہ اقامت کے دوران اس کی خدمت گزاری سے اس کا تقرب حاصل کیا، یہاں تک کہ خاص

الخاص ہو گیا جس کی وجہ سے اس نے اپنی رہائش گاہ اور گوداموں کی چابیاں میرے حوالے کر دیں، سوائے اس چھوٹے سے کمرے کے جو اس کی رہائش گاہ کے وسط میں خلوت گزینی کے لیے وقف تھا، بیش قیمت نذرانے اور تحفے اسی کمرے میں رکھے جاتے تھے۔ اور سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی ان کی حقیقت اور قدر و قیمت سے آگاہ نہ تھا۔

میں حصول علم کے لیے پادری موصوف کے پاس دس سال تک اقامت گزیں رہا ایک دن وہ بوجہ بیماری پڑھانے کے لیے نہ آیا تو تمام اہل مجلس نے بے چینی کے ساتھ اس کا انتظار کیا، اس دوران مختلف علمی مسائل پر گفتگو ہوتی رہی، یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی یہ وحی زیر بحث آئی۔

انہ یاتی من بعدہ نبی اسمہ البارقلیط، کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک نبی تشریف لائیں گے جن کا اسم گرامی بارقلیط ہوگا۔

اس موضوع پر خوب بحث ہوئی جو ہوتے ہوتے نزاع کی صورت اختیار کر گئی، لیکن اس کا نتیجہ کچھ نہ نکلا اور مجلس ختم ہو گئی، میں پادری موصوف کی خدمت میں آیا، اس نے پوچھا، میری عدم موجودگی میں کونسا موضوع زیر بحث رہا؟ میں نے کہا اسم ''بارقلیط'' زیر بحث رہا۔

فلاں شخص نے اس پر یہ رائے دی اور دوسرے نے یہ کہا' اس طرح شرکائے مجلس کے جوابات گوش گزار کیے، پوچھا تمہارا کیا جواب تھا؟ میں نے کہا، فلاں پادری نے انجیل کی تفسیر میں جو موقف اختیار کیا، وہی میرا جواب ہے، کہا تیرا جواب حق کے قریب ہے، فلاں کا جواب غلط ہے اور فلاں کا صحت کے قریب، مگر کوئی جواب مبنی برحق نہیں، کیونکہ اس اسم شریف ''بارقلیط'' کی صحیح تعبیر کوئی نہیں جانتا، سوائے علمائے راسخین کے، عام لوگوں کو علم کا بہت قلیل حصہ ملا ہے۔

جب میں پادری صاحب کی بات سنی تو لپک کر اس کے قدم چومے اور عرض کی جناب! آپ جانتے ہیں کہ میں بہت دور سے آپ کے ہاں آیا دس سال خدمت کی اور اس دوران کئی علوم حاصل کیے، آپ کا بہت احسان ہوگا اگر آپ مجھے اس اسم شریف کی

حقیقت سے آگاہ فرمائیں، یہ سن کر پادری مذکور رو پڑے اور کہا بیٹا! اس خدمت گزاری کے باعث تم بہت پیارے ہو اور اس اسم شریف کی معرفت میں فائدہ بھی بہت ہے، مگر اندیشہ ہے کہ تم راز کو پوشیدہ نہ رکھ سکو گے اور عیسائی تمہیں قتل کر دیں گے، میں نے عرض کیا جناب! مجھے اللہ تعالیٰ کی عظمت، انجیل اور صاحب انجیل کی حقانیت کی قسم میں اس راز کو فاش نہ کروں گا۔

پادری نے کہا بیٹا! میں نے تم سے آنے کے بعد تمہارے ملک کے بارے میں پوچھا تھا کہ کیا وہ ملک مسلمانوں کے ملک کے قریب ہے اور کیا تمہاری مسلمانوں کے ساتھ آویزش رہتی ہے؟ مقصد یہ تھا کہ تمہاری اسلام سے نفرت کا اندازہ لگایا جائے (اور تم نے اس نفرت کا اظہار بھی کیا تھا) بیٹا سن لو، بارقلیط[۱] مسلمانوں کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی ہے اور دانیال علیہ السلام نے جس چوتھی کتاب کی خبر دی ہے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر نازل ہوگی، ان کا دین سچا ہے اور اس کی ملت ملتِ بیضا ہے،[۲] جس کا ذکر انجیل میں ہے۔

---

۱ فارقلیط عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی احمد یا محمد ہے، یونانی زبان میں اس کا ترجمہ پریکلیوطاس'' کیا گیا جو فارقلیط کا ہم معنی ہے، بعدازاں مترجمین نے اسے بدل کر پریکلیطاس'' بنا دیا جس کا انگریزی ترجمہ Comforter یا Counseltor کیا گیا اور اردو میں مددگار اور تسلی دیدہ ہے۔

۲ دانیال کے باب ۲ آیت نمبر ۴۴ ۴۵ میں ہے۔

And in the days of these kings shall the God of heaven set up a kingdom, which shall never be destroyed and the kingdom shall not be left to other people, but it shall break in pieces and consumes all these kingdoms and it shall stand for ever.

ترجمہ اور ان بادشاہوں کے ایام میں آسمان کا خدا ایک سلطنت برپا کرے گا جو تا ابد نیست نہ ہوگی اور اس کی حکومت کسی دوسری قوم کے حوالہ نہ کی جائے گی بلکہ وہ ان تمام مملکتوں کو ٹکڑے ٹکڑے اور نیست کرے گی اور وہی ابد تک قائم رہے گی۔

For as much as thou sawest that the stone was cut out of the mountain without hands, and that it brake in pieces the iron, the broass, the clay, the silver and the gold. The great God hath made known to the king what shall come to pass hereafter: and the dream is certain, and the interpretation these of sure.

میں نے پوچھا جناب! آپ نصرانیت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ کہا، بیٹا اگر نصرانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر قائم رہیں تو دین حق پر قائم ہوں گے، اس لیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیائے کرام کا دین ''دین حق'' ہے، میں نے پوچھا، اب نجات کا راستہ کیا ہے، کہا اسلام سے وابستگی کے علاوہ کوئی راستہ نہیں میں نے سوال کیا، کیا دائرہ اسلام میں داخل ہونے والا نجات پا جائے گا؟ تو جواب دیا ہاں'' دنیا و آخرت میں سرخرو رہو گا،

میں نے عرض کیا، جناب! عقلمند اپنے لیے بہتر چیز کا انتخاب کرتا ہے جب آپ دین اسلام کی حقانیت اور فضیلت کو اچھی طرح جانتے ہیں تو اسے قبول کرنے میں توقف اور پس وپیش کیوں ہے کہا، بیٹا! اللہ تعالیٰ نے مجھے دین اسلام کی حقانیت اور پیغمبر اسلام شرافت و فضیلت سے اس وقت آگاہ کیا جب میں بہت بوڑھا ہو گیا، میرے جسم میں ناتوانی آگئی، یاد رکھو اس بارے میں کوئی بہانہ نہ سنا جائے گا، یہ حجت ہم پر قائم ہے اگر توفیق ہدایت

(بقیہ حاشیہ) جیسا تو نے دیکھا کہ وہ پتھر ہاتھ لگائے بغیر ہی پہاڑ سے کاٹا گیا اور اس نے لوہے اور تانبے اور مٹی اور چاندی اور سونے کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، خدا تعالیٰ نے بادشاہ کو وہ کچھ دکھایا جو آگے کو ہونے والا ہے اور یہ خواب یقینی ہے اور اس کی تعبیر یقینی۔

دانیال کے باب ۷ آیت ۱۳، ۱۴ میں ہے:

I saw in the night visions, and, behold, are like the son of man came with the clouds of heaven, and came to the ancient of days, and they brought him near before him.

And there was given him dominion and glory, and a kingdom, that all people, nations, and languages should serve him: his dominion is and everlasting dominion, which shall not pass away, and his kingdom that which shall not be destroyed.

میں نے رات کو رؤیا میں دیکھا اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص آدم زاد کی مانند آسمان کے بادلوں کے ساتھ آیا اور قدیم الایام تک پہنچا، وہ اسے اس کے حضور لائے، اور سلطنت اور حشمت اور مملکت اسے دی گئی تاکہ سب لوگ اور امتیں اور اہل لغت اس کی خدمت گزاری کریں، اس کی سلطنت ابدی سلطنت ہے جو جاتی نہ رہے گی اور اس کی مملکت لازوال ہوگی۔

میرے شامل حال ہوتی اور میں اس عمر میں ہوتا جس میں تم ہو تو میں سب کچھ چھوڑ چھاڑ دین حق اختیار کر لیتا، یہ بھی یاد رکھو کہ دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے اور تم کو علم ہے کہ عیسائیوں کے ہاں میرا کیا مقام و مرتبہ ہے؟ مجھے کتنی جاہ و عزت حاصل ہوئے اور اس کی بدولت میرے پاس مال و متاع کی کتنی فراوانی ہے۔ اگر میں اسلام کی طرف معمولی سا میلان بھی ظاہر کروں تو مسیحی لوگ مجھے قتل کر دیں گے، اور اگر بچ بھی نکلوں اور مسلمانوں کے پاس پہنچ جاؤں تو وہ کہیں گے، میاں! تم نے اسلام قبول کر کے فائدہ اٹھا لیا، عذاب جہنم سے بچ گئے اب اسلام لانے کا احسان ہم پر کیوں رکھتے ہو؟ اس طرح میں اس بڑھاپے میں بھوکا مر جاؤں گا، کوئی پرسان حال نہ ہوگا نہ کوئی میرا حق پہنچانے گا، میں اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین توحید پر قائم ہو (الحمدللہ) اور اللہ تعالی میرے حال سے خوب واقف ہے،

میں نے عرض کیا جناب! کیا آپ میری رہنمائی فرمائیں گے؟ میں اسلامی ممالک کی طرف چلا جاؤں اور وہاں پہنچ کر حلقہ بگوش اسلام ہو جاؤں؟

پادری موصوف نے جواب دیا

''اگر تو سمجھ دار اور طالب نجات ہے تو دیر نہ کر، تیری دنیا اور آخرت میں کامیابی اسی پر موقوف ہے، لیکن یاد رکھنا کہ یہ بات میرے اور تیرے درمیان راز ہے جسے سوائے اللہ تعالی کے سوا کوئی نہیں جانتا، اس لیے اس راز کو راز رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرنا، اگر راز فاش ہو گیا تو لوگ تجھے زندہ نہ چھوڑیں گے اس وقت میں تیرے کچھ کام نہ آؤں گا نہ ہی میری طرف تیری نسبت کوئی فائدہ دے گی، کیونکہ میرے لیے سوائے انکار کے کوئی چارہ نہ ہوگا، جبکہ میرا انکار سچ مان لیا جائے گا اور تیری بات جھٹلا دی جائے گی، اور اس وقت میں تیرے خون کا ذمہ دار نہ ہوں گا، سمجھ رہے ہو، نا

میں نے کہا جناب! (خاطر جمع رکھیے) پناہ بخدا کہ راز فاش کرنے کا وہم و گمان بھی میرے حاشیہ خیال میں آئے پھر پادری صاحب کی رضا کو مقدم رکھنے کا وعدہ کر کے رخت سفر باندھا انہوں نے زاد راہ کے طور پر پچاس دینار دیئے اور دعا کے ساتھ رخصت کیا۔

میں بحری سفر کے بعد واپس میورقہ پہنچا اور چھ ماہ قیام کرنے کے بعد جزیرہ صقلیہ کے روانہ ہوا، وہاں پانچ مہینے گزارے، مجھے انتظار تھا کہ اسلامی ممالک کی طرف جانے والا کوئی بحری جہاز مل جائے، حسن اتفاق کہ تیونس کا جہاز مل گیا تو تیونس کا راستہ لیا، غروب شفق کے وقت جہاز کے لنگر اٹھائے گئے اور دوسرے دن دوپہر کے وقت ہم تیونس کی بندرگاہ میں داخل ہوئے، میں نے وہاں ایک سرائے میں قیام کیا تیونس کی فوج کے پادریوں کو خبر ہوئی تو سواری لے کر حاضر ہوئے، اور بڑے اعزاز کے ساتھ لے گئے، ان کے ساتھ عیسائی تاجر بھی تھے، پھر وہاں چار ماہ تک پر تکلف ضیافتیں ہوتی رہیں،

بعدازاں میں نے دریافت کیا دارالحکومت میں کوئی شخص عیسائیوں کی زبان جانتا ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ سلطان ابوالعباس احمد کے مقربین میں ایک حکیم یوسف نامی ہے جو بہت بڑا فاضل شاہی طبیب اور بادشاہ کا خاص الخواص ہے، وہ عیسائیوں کی زبان کا ماہر ہے، یہ سن کر مجھے خوشی ہوئی میں نے اس کی رہائش گاہ کا پتہ پوچھا اور پھر اس سے ملاقات کی، اور اسے تمام حالات سے آگاہ کرتے ہوئے تیونس آنے کی غرض و غایت بیان کی، میں نے بتایا کہ میں حلقہ بگوش اسلام ہونے کے لیے آیا ہوں تو بہت خوش ہوا کہ یہ شرف اس کے ہاتھ آنے والا ہے۔

اس کے بعد وہ مجھے گھوڑے پر سوار کر کے شاہی محل لے گیا، اور بادشاہ کو میری داستان سنائی پھر میرے لیے اذنِ باریابی طلب کیا، بادشاہ نے اجازت مرحمت فرمائی، میں حاضر ہوا اور دست بستہ کھڑا ہو گیا، بادشاہ نے پہلا سوال یہ کیا، تمہاری عمر کتنی ہے؟ میں نے عرض کیا پینتیس سال، پوچھا تعلیم کہاں سے حاصل کی؟ تو میں نے پوری تفصیل بیان کی، خوش ہو کر کہا، خوش آمدید، اب اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے دولت اسلام سے مشرف ہو جاؤ'' میں نے بوساطت ترجمان عرض کیا، حضور والد جب کوئی شخص اپنا قدیم دین چھوڑتا ہے اور دوسرا دین اختیار کرتا ہے، تو اس پر زمان طعن کھلتی ہے اس لیے ازراہ کرم نصرانی تاجروں اور لشکریوں کو طلب کر کے میرے بارے میں تحقیق کر لیجیے، تاکہ دنیائے مسیحیت میں میرے مقام و مرتبہ کی نشاندہی ہو جائے، یہ سن کر بادشاہ نے فرمایا

''تم نے تو اس بات کا مطالبہ کیا ہے جس کا مطالبہ حضرت عبداللہ بن سلام نے قبول اسلام کے وقت حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا''

پھر نصرانی تاجروں اور فوجیوں کو طلب کر لیا اور مجھے اس کمرہ میں پس پردہ بٹھا کر ان سے پوچھا،

''تم اس نئے پادری کے بارے میں کیا جانتے ہو جو حال ہی میں بحری جہاز کے ذریعے یہاں آیا ہے''

بولے حضور والد! وہ دین عیسائیت کا بہت بڑا عالم ہے، ہمارے علماء کی رائے ہے کہ اس وقت دنیائے عیسائیت میں اس کے پایہ کا کوئی عالم نہیں''

دریافت کیا ''اگر وہ اسلام قبول کر لے تو تمہارا کیا ردعمل ہوگا''؟ تو تڑپ کر بول اٹھے، خدا کی پناہ! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا''

بادشاہ نے عیسائیوں کا نکتہ نگاہ معلوم کرنے کے بعد مجھے طلب کیا تو میں نے باہر نکل کر عیسائیوں کے سامنے شاہی دربار میں کلمہ شہادت پڑھا جس کی وجہ سے عیسائیوں کے چہرے لٹک گئے، اور پریشانی کے عالم میں یہ کہتے ہوئے دربار سے نکلے،

''شادی کی خواہش نے اس شخص کو عیسائیت چھوڑنے اور دین اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا ہے''

اس کے بعد بادشاہ نے چوتھائی دینار وظیفہ مقرر کیا اور خصوصی رہائش گاہ عطا کی، پھر الحاج محمد الصفار نے اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کر دیا، اس موقع پر بادشاہ نے سو دینار اور ایک خلعت فاخرہ عطا فرمائی، بعدازاں اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک بیٹا عطا فرمایا تو میں نے بطور تبرک اس کا نام ''محمد'' رکھا۔

فصل دوم

امیر المومنین ابوالعباس احمد اور ابوفارس عبدالعزیز کا عہد حکومت

میرے قبول اسلام کے پانچ ماہ بعد بادشاہ نے مجھے امیر البحر بنادیا، وہ یہ چاہتا تھا کہ میں عربی زبان پر عبور حاصل کروں کیونکہ عیسائیوں اور مسلمانوں کے مابین گفتگو میں اس کی شدید ضرورت تھی، اس لیے میں نے ایک سال کی مختصر مدت میں عربی زبان سیکھ لی، اس کے بعد عیسائیوں کے ساتھ ہونے والی خط و کتابت کے ترجمہ کی ذمہ داری مجھے سونپ دی گئی، پھر جب بادشاہ نے قابس شہر کا محاصرہ کرلیا، تو اس وقت میں بھی بادشاہ کے ہمرکاب تھا، اور خزانے کی ذمہ داری میرے ہی پاس تھی، بعدازاں جب قفصہ کا محاصرہ ہوا تو اس کے دوران ۳ شعبان ۷۹۶ء کو بادشاہ پر مرض موت کا حملہ ہوا،

ابوالعباس احمد کے بعد اس کا بیٹا ابوفارس عبدالعزیز سریر آرائے سلطنت ہوا، میرے لیے اس نے ان تمام مراتب اور مفادات کی تجدید فرما دی جو اس کے باپ ابوالعباس نے مجھے عطا فرمائے تھے، پھر دار مختص بھی بڑھا دیا، اس کے عہد کا واقعہ ہے کہ مسلمانوں کا ایک سامان بردار جہاز بندرگاہ میں لنگر انداز ہوا تو صقلی کے دو جہازوں نے بندرگاہ میں داخل ہوکر اس پر قبضہ کرلیا، مسلمان جان بچا کر بھاگے، اور سامان عیسائیوں کے زیر قبضہ چھوڑ آئے، بادشاہ نے وزیراعظم اور درباریوں کو حکم دیا کہ حلق واد کی طرف نکل کر مال وگزار کرائیں، انہوں نے جا کر عملہ سے گفتگو کی مگر بھاری تاوان کے مطالبہ کی وجہ سے فیصلہ نہ

ہو سکا، ان جہازوں میں صقلی کا ایک بڑا پادری بھی موجود تھا، زمانہ طالب علمی میں میرے اس کے ساتھ دوستانہ مراسم تھے، وہ میرے اسلام لانے پر تیخ پا تھا اور اسی لیے آیا تھا کہ پرانی دوستی کے بہانے مجھے دوبارہ عیسائیت میں لے جائے، جب ہمارے ترجمان سے ملا تو پوچھا آپ کا نام کیا ہے، ترجمان نے جواب دیا علی'' اس نے کہا یہ خط امیر البحر کے پاس لے جائے اور یہ دینار بھی، جب آپ اس کا جواب لائیں گے تو اور بھی دینار پیش کریں گے،

ترجمان وہ خط اور دینار لے کر حلق دار لوٹا اور وزیر اعظم کو بات چیت کے نتائج سے آگاہ کیا، بعدازاں پادری کے خط اور دیناروں کے بارے میں مطلع کیا، وزیر اعظم نے بعض جینیوی تاجروں سے اس خط کا ترجمہ کرایا، پھر بادشاہ ابوالفارس کی خدمت میں بھیج دیا بادشاہ نے پڑھنے کے بعد مجھے طلب فرمایا، میں حاضر ہوا تو فرمایا عبداللہ! یہ خط ایک عیسائی پادری کا ہے، پڑھ کر اس کے مندرجات سے آگاہ کرو،

میں نے خط لے کر پڑھا اور ہنس دیا، پوچھا ہنسنے کی وجہ؟ عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے، یہ خط ایک عیسائی پادری کا ہے جو طلب علمی کے زمانے میں میرا دوست تھا، میں ابھی اس کا ترجمہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں پھر الگ بیٹھ کر اس کا عربی زبان میں ترجمہ کیا اور بادشاہ کے حضور پیش کیا، بادشاہ نے پڑھ کر اپنے بھائی مولیٰ اسماعیل سے فرمایا، اللہ بزرگ و برتر کی قسم! صحیح ترجمہ ہے کوئی بات نہیں چھوڑی، یہ سن کر میں نے عرض کیا، حضور والا یہ آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ فرمایا، میرے پاس اس کا ایک اور نسخہ ہے جس کا ترجمہ جینیویوں نے کیا ہے، پھر فرمایا عبداللہ! تمہارے پاس اس پادری کا کیا جواب ہے؟ میں نے عرض کیا، جناب عالی! آپ میرے جواب سے بخوبی واقف ہیں، میں نے اسلام اپنے اختیار وارادہ اور دینی رغبت سے قبول کیا ہے، اس لیے پادری مذکور کا مشورہ قبول نہیں، یہ سن کر بادشاہ نے فرمایا، ہمیں آپ کی سچائی اور صحت اسلام کا پورا یقین ہے اور آپ کے ایمان میں ذرا برابر شک نہیں، البتہ جنگ چالبازی اور حربی تدبیر کا نام ہے، آپ اس پادری کو لکھ بھیجیں کہ وہ جہاز کے افسرِ اعلیٰ کو مسلمانوں کا سامان مناسب تاوان پر واگزار

کرنے کا حکم دے، پھر جب مسلمان تاجروں کے ساتھ نرخ پر اتفاق ہو جائے گا اور تولنے والے (اوزان) تولنے کے لیے آئیں گے تو میں رات کی تاریکی میں بھاگ کر تمہارے پاس آجاؤں گا،، پس میں نے تعمیل ارشاد کرتے ہوئے پادری مذکور کو وہی جواب دیا جس سے وہ بہت خوش ہوا، اور اس کی سفارش پر عیسائیوں نے مسلمانوں کا سامان تجارت بہت معمولی عوضانے پر چھوڑ دیا مگر میں تولنے والوں کے بار بار آنے پر بھی باہر نہ نکلا تو پادری مذکور مایوس ہو گیا اور ہمراہیوں سمیت جہاز کا لنگر اٹھا کر چلتا بنا،

ایک خط کا مضمون

اس پادری نے جو خط میری طرف بھیجا تھا اس کا مضمون حسب ذیل ہے:

امابعد! تمہارے بھائی فرانسیس پادری کی طرف سے سلام آگاہ رہو کہ میں اس ملک میں اس لیے آیا ہوں کہ تمہیں اپنے ساتھ لے چلوں، میں اس وقت صقلی کے حکمران کے ہاں اس منصب پر فائز ہوں کہ عہدیداروں کی تعیناتی معزولی کسی کو دینا، محروم کرنا اور تمام امور مملکت میرے ہاتھ میں ہیں، میری بات غور سے سنو اور اللہ کا نام لے کر میرے پاس آجاؤ، مال و جاہ کے نقصان کا اندیشہ نہ کرو کیونکہ یہ چیزیں میرے پاس بہت ہیں تم جو چاہو گے، وہ کروں گا۔ انتہی

امیر المومنین ابوالفارس عبدالعزیز کی سیرت

امیر المومنین ابوالفارس عبدالعزیز نے اپنی رعایا میں انصاف کا طرز عمل اپنایا اور کتاب وسنت کے مطابق حکمرانی کی ہے علماء صلحاء کی عزت وتکریم، اہل بیت نبی (ﷺ) کا احترام واکرام اور ان کے ساتھ فیاضانہ سلوک اس کے جلیل القدر مناقب میں سے ہے، اسی وجہ سے شرق غرب کے علمائے کرام اور سادات عظام اس کے دربار میں جمع ہو گئے ہیں جن کو باقاعدہ وظیفہ ملتا اور خلعت سلطانی سے نوازا جاتا ہے بالخصوص باہر سے آنے والے علماء کو بھاری صلے اور عطائیں ملتیں ہیں ہر سال میلاد مصطفےٰ (ﷺ) کے مبارک موقع پر

ساٹھ ساٹھ دینار عطا کیے جاتے ہیں تاکہ ولادت کی خوشی میں تیار ہونے والے کھانے پر صرف کریں، ملک کی سالانہ آمدنی میں سے دس فی صد اس کار خیر کے لیے مختص ہے، اس کے ساتھ خوشبو، گلاب کا پانی اور بخور کا علیحدہ انتظام کیا جاتا ہے،

مظلوم کی دادرسی:

بادشاہ مظلوم کی دادرسی کرتا ہے خواہ ظالم کسی حیثیت کا مالک ہوگا، انصاف کے معاملہ میں اس کا بڑا چرچا یہاں تک کہ اس کی حکومت کے اہلکار اور حکام بھی طریق انصاف پر چلتے اور ظلم وزیادتی سے بچتے ہیں تاکہ بادشاہ تک کوئی شکایت نہ پہنچے، بادشاہ اتنا خدا ترس ہے کہ حرام کے شبہ سے بچنے کے لیے اپنی اور اپنے اہل وعیال کی خوراک، لباس اور دیگر ضرورتیں عیسائیوں کے عشر اور یہودیوں کے جزیہ سے پورا کرتا ہے وہ اکثر اوقات قیدیوں کے احوال کی تحقیق اور رہائی کے لائق قیدیوں کو رہا کرتا اور مجرموں کو سزا دیتا ہے۔

کثرت صدقات:

جہاں تک کثرت صدقات کا تعلق ہے اس بارے میں اس کا بڑا شہرہ ہے، اس کام کی ذمہ داری مشہور فقیہ ابوعبداللہ محمد بن سلام البطری کے سپرد ہے جو ہر حق دار تک اس کا حق پہنچانے کا بندوبست کرتے ہیں، یہی طریق کار امیر المومنین عبدالعزیز کی عملداری میں جاری ہے۔

امیر المومنین کے کارناموں میں سے ایک یہ ہے کہ ہر سال بیت الحرام کے حاجیوں اور روضہ اطہر کے زائروں کے ساتھ حفاظتی اور خدمت گار دستے ارسال کیے جاتے ہیں جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں بہت فیاضی کے ساتھ مال و دولت تقسیم کرتے ہیں، مزید برآں شاہ کی طرف سے عرب سرداروں کے لیے مال اور خلعتیں ارسال کی جاتی ہیں تاکہ حاجیوں سے تعرض نہ کریں اور دوران سفر سہولتیں مہیا کریں،

امیر المومنین کا ایک کارنامہ یہ ہے کہ اس نے جزیرہ اندلس کے دائمی قیدیوں کے لیے ایک ہزار قفیز گندم اور دیگر ضروری سامان مقرر فرمایا ہے نیز مسلمان قیدیوں کی رہائی کے لیے فدیہ کا اہتمام کیا ہے۔ اس سخاوت اور فیاضی میں کوئی اس کا ہم پایہ نہیں، نہ اس

سے کوئی آگے بڑھ سکا ہے، کیونکہ اس نے اس کارِ خیر کے لیے بہت سے اوقاف وقف کیے ہیں اور انہیں امین الامناء ابو عبداللہ محمد بن عزوز کی نگرانی میں دیا ہے۔

جب بھی ٹیکس کی وصولی ہوتی ہے وہ اس کے چوتھائی حصہ سے تونس برانی اور دخلانی زمین خرید کر وقف کر دیتا ہے تاکہ اس کی موت کے بھی قیدیوں کی رہائی کا سامان ہوتا رہے، اس نے لازم قرار دے رکھا ہے کہ جو قیدی بھی تونس کی بندرگاہ میں لائے جائیں گے انہیں بیت المال کی مد سے خرید کو آزاد کر دیا جائے گا، کئی بار میری موجودگی میں اس نے عیسائی تاجروں کو تاکید کی کہ وہ جس قدر ہو سکے، مسلمان قیدیوں کو لے کر آئیں اس سلسلہ میں اس نے ہر جوان قیدی کے لیے ساٹھ دینار اور ہر بوڑھے اور اُدھیڑ عمر کے قیدی کے لیے چالیس سے پچاس دینار تک فدیہ مقرر کر رکھا ہے اور عیسائیوں کے ساتھ معاملات طے کرنے کے لیے ترجمانی کے فرائض میرے ذمے ہیں، امیر المومنین کی اس فیاضی کی وجہ سے عیسائی تاجر مختصر عرصے میں مسلمان قیدیوں کی بہت بڑی تعداد لائے ہیں جن کی رہائی کا بندوبست بیت المال سے کیا گیا ہے اور یہ سلسلہ اس کتاب کی تحریر کے وقت بھی جاری ہے۔

خانقاہ کا قیام:

امیر المومنین عبدالعزیز کا ایک عظیم کارنامہ تونس میں باب بحر کے باہر خانقاہ کا قیام ہے، یہ ایک ہوٹل تھا جس میں ہر قسم کی برائیاں اور گناہ، کے کام روا رکھے جاتے تھے اور اسے ایک عیسائی بدکار نے بارہ ہزار دینار سالانہ پر لے رکھا تھا تاکہ شراب فروشی اور منشیات کا دھندہ کر سکے، یہاں اتنے بڑے منکرات کا ارتکاب ہوتا تھا کہ اس سے اہل اخلاص مسلمانوں کو بڑی روحانی تکلیف اور اذیت ہوتی تھی۔

امیر المومنین نے نہ صرف اس باطل ٹیکس کو ختم کیا بلکہ منکرات کے ازالہ کے لیے اس ہوٹل کو منہدم کرا دیا، اور اس کی جگہ ایک عظیم الشان خانقاہ تعمیر کرا دی ہے، جہاں اب عبادت ہوتی ہے، ذکر و فکر کا اہتمام کیا جاتا ہے نیز ناداروں کو کھانا کھلایا جاتا ہے کیونکہ اس کے لیے بہت بڑی جائیداد وقف کر دی گئی ہے۔

اسی طرح بارودا باغ، داموس اور کوہ خاوی کے قریب خانقائیں بنوادی ہیں جن کے انتظام و انصرام کے لیے اوقاف مقرر کر دیے ہیں، یونہی باب حدید اور ماجل کبیر، جو کہ عیدگاہ کے قریب ہے کے پاس پانی کی ایک سبیل قائم کر دی ہے

دارالبوجعد، حمامات اور رفراف کے ساتھ پہرے داروں کے لیے کوارٹر بنا دیے گئے ہیں،

عظیم الشان لائبریری کا قیام:

امیر المومنین کا ایک عظیم کارنامہ جامع زیتونیہ (زیتونیہ یونیورسٹی) تیونس میں عظیم الشان لائبریری کا قیام ہے جس میں مختلف علوم کی مفید کتابیں جمع کردی گئی ہیں' یہ لائبریری طلبائے علم کے استفادہ کیلئے وقف کر دی گئی ہے، اور زیتون کی آمدن سے لائبریرین اسٹنٹ اور چوکیدار کی تنخواہیں ادا کی جاتی ہیں،

شفا خانہ کا قیام:

تیونس میں عظیم الشان ہسپتال کا قیام بھی امیر عبدالعزیز کا نمایاں کارنامہ ہے۔ پورے افریقہ میں اس کے پہلے متقدمین متاخرین میں کسی نے ایسا ہسپتال نہیں بنایا، یہاں غریبوں کا مفت علاج کیا جاتا ہے اور تمام اخراجات اوقاف سے پورے کیے جاتے ہیں،

ناجائز ٹیکسوں کی معافی:

امیر المومنین کا ایک شاندار کارنامہ یہ ہے کہ اس نے اللہ تعالی کی رضا کے لیے تمام خلاف شریعت ٹیکس معاف کر دیئے ہیں، یہ تمام ٹیکس تیونس کے سارے بازاروں پر عائد تھے اور ان کی ادائیگی کے بغیر چھوٹی بڑی کوئی چیز بیچی نہ جا سکتی تھی، یہ سلسلہ ایک طویل عرصہ سے جاری تھی یہاں تک کہ اللہ تعالی نے امیر المومنین کے دل میں ان کے ختم کرنے کا داعیہ پیدا فرمایا، جو ٹیکس ختم کیے گئے ان میں سے ایک تیل منڈی کا ٹیکس ہے اس کی مالیت تین ہزار دینا (سونے کے سکے) تھے، دوسرا ٹیکس غلہ منڈی کا، جس کی مالیت پانچ ہزار دینار ہے، ایک ٹیکس منڈی مویشیاں پر عائد تھا جس کا اندازہ بارہ ہزار دینار تھے، اس کے علاوہ ٹیکس معاف کیے،

زیتون ہوٹل	پانچ ہزار دینار
سبز ہوٹل Green Hotel	تین ہزار دینار
بازار عطاراں	ایک سو پچاس دینار
فحم ہوٹل	ایک ہزار دینار
خانہ بدوشوں پر	ایک ہزار دینار،

کسی پہلے بادشاہ نے وادی مرتجیزہ کے دیہاتیوں اور خانہ بدوشوں پر یہ ٹیکس عائد کیا تھا اور مدتوں جاری رہا،

ٹھٹھیرا، بازار	ایک ہزار دینار
ہیرامنڈی	پچاس دینار وغیرہا

اس نے صابن سازی کی اجازت دے دی اس سے پہلے نجی طور پر اس صنعت پر پابندی تھی، سرکاری طور پر بنانے اور خاص مقامات پر بیچنے کا حکم تھا۔

اس سلسلہ میں اس کی ایک بہت بڑی نیکی ناجائز وصولیوں کا ابطال ہے ان میں سے ایک پولیس بھتہ تھا، بعض اہل پیشہ پر ساڑھے تین دینار کی یومیہ ادائیگی لازم تھی، امیر ابوفارس نے یہ بھتہ موقوف کر دیا ہے، اور بھتہ خوروں کی جگہ دیانت دار لوگ مقرر کیے ہیں جو سرکاری ٹیکس بطور امانت وصول کرتے ہیں،

(قلپون) زقاقین اور مغنیات (گلوکاراؤں) پر ایک چٹی نافذ تھی، وہ اس نے ختم کر دی اور تیونس کے ہیجڑوں کو جلاوطن کر کے برائیوں اور بے حیائیوں کا سدباب کیا ہے

امیر المومنین کے مبارک دور کا ایک کارنامہ یہ ہے کہ تیونس کے بحری بیڑے نے جزیرہ صقلی کے شہر طرقویہ پر حملہ کر کے بزور قبضہ کیا، اس کی دیواریں مسمار کر دیں اور بہت بڑی غنیمتوں کے ساتھ واپس لوٹا،

جہاں تک افریقی فتوحات اور فتنہ انگیزوں کے نام و نشان مٹانے کا عمل ہے، یہ بہت حیران کن داستان ہے جو ایک چھوٹی سی تحریر میں نہیں سما سکتی طرابلس، قابص، حما، قفصہ، توزور، نفقہ، سکرہ، قسنطینہ اور بجایہ جیسے شہر قلمرو میں شامل ہوئے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے

ہر سرکش کا غرور توڑ دیا، اس سے پہلے عرب افریقہ مختلف حکمرانوں کے زیر اختیار تھا، وہ مختلف شہروں کا محاصرہ کر لیتے اور زبردستی مال ومتاع پر قابض ہو جاتے، اللہ تعالیٰ نے اپنی تائیداور نصرت سے اس حکومت کے ہاتھوں انہیں مغلوب کیا،اب بادشاہ کی فوجیں ان کے سرغنوں کوختم کرنے کے بعد ہر جگہ کے بقیہ گروہوں کا تعاقب کر رہی ہیں،

فصل سوم

ردّ عیسائیت

ہم چاہتے ہیں کہ عیسائیوں کا ردّ نصوص اناجیل سے کریں اور نبوت محمدیہ کے ثبوت کو عبارات اناجیل اور ارشادات انبیائے سابقین علیہم السلام (جواب بھی الہامی کتابوں میں موجود ہیں) سے مؤکد کریں

یہ فصل نو ابواب پر مشتمل ہے

پہلا باب

اناجیل چہارگانہ کے مؤلفین

(ان چار اشخاص کا تذکرہ، جنہوں نے اناجیل چہارگانہ کو مرتب کیا)

اور ان کی کذب بیانی کی تفصیل:

دوسرا باب:

عیسائیوں کا مذہبی افتراق اور ان کے فرقوں کی تعداد

تیسرا باب:

عیسائیت کا اصولی بگاڑ اور ہر اصول کا عبارات اناجیل سے ردّ کی تردید

چوتھا باب:

عیسائیت کے ایک اہم عقیدے

پانچواں باب:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام الٰہ (معبود) نہیں، رسول ہیں،

چھٹا باب:

اناجیل کے مرتبین کا باہم تضاد واختلاف اور کذب بیانی

ساتواں باب:

جھوٹوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب جھوٹ

آٹھواں باب:

عیسائیوں کے اہل اسلام پر الزامات ومطاعن اور ان کے جوابات

نواں باب:

نبوت محمدیہ کا بائبل سے ثبوت اور بشارات انبیائے کرام علیہم السلام

پہلا باب

اناجیل چہار گانہ کے مؤلفین

جن چار اشخاص نے انجیلوں کو تحریر کیا ان کے اسماء حسب ذیل ہیں
۱-متی ۲-لوقا ۳-یوحنا ۴-مرقس
یہی چار آدمی ہیں جنہوں نے دین مسیحؑ کا حلیہ بگاڑا، اس میں کمی بیشی کی اور کلام الٰہی کو بدل کر رکھ دیا[1]

---

[1] شیخ عبداللہ بک ''تاریخ تالیفات اناجیل، میں لکھتے ہیں، متی نے اپنی تاریخ (انجیل) رفع مسیحؑ کے پانچ برس بعد لکھی، آٹھ اور بارہ سال بعد کی روایات بھی آئی ہیں، مرقس نے اپنی تاریخ (انجیل) ستائیس برس بعد تالیف کی لوقا نے تیس برس بعد اور یوحنا جنہیں ''حبیب مسیحؑ'' کہا جاتا ہے۔ نے اپنی انجیل رفع آسمانی کے پینتالیس برس بعد ضبط تحریر میں لائی، یہ تمام روایات عیسائیوں کے ہاں معتبر و مقبول ہیں ور تواریخ کنائس میں منقول ہیں،

شیخ عبداللہ بک مزید لکھتے ہیں،

''اگر عیسائی یہ کہیں کہ یہ چاروں افراد مسیح علیہ السلام کے نمائندے (رسول) اور دین مسیحؑ کے امین ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں انجیل لکھنے کی ذمہ داری سونپی تھی اور اس بارے میں انہیں واضح حکم دیا تھا تو ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ یہ دعویٰ کئی وجوہ سے مردود ہے

۱-ان میں سے دو افراد یعنی مرقس اور لوقا نے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا ہی نہیں تو انہیں اس کا حکم کیسے ملا؟

۲-انہوں نے قطعاً یہ دعویٰ نہیں کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں ان کتابوں کے لکھنے کا حکم دیا بلکہ ہر ایک نے کسی حواری کی درخواست پر کتاب تصنیف کی جیسا کہ اناجیل کی شرحوں اور کنیسہ کی تاریخوں میں مرقوم ہے اور خود لوقا نے اپنی کتاب کے اوائل میں اس کی تصریح کی ہے۔

۳-ان چاروں نے اپنی کتابوں کا نام انجیل نہیں رکھا بلکہ انہوں نے ان کا نام تواریخ تجویز کیا جیسا کہ ان کتب کے اوائل میں خود انہی کے اقوال درج ہیں، متی لکھتے ہیں،

''کتاب میلاد حضرت عیسیٰ مسیح بن داؤد بن ابراہیم''

متّیٰ MATHEW:

یہ پہلا شخص ہے جس نے انجیل لکھی حالانکہ اس کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات نہیں ہوئی نہ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دیدار کیا، بجز اس سال کے جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمان پر اٹھالیا، رفع مسیح کے بعد متی نے تالیف انجیل کا کام! سکندریہ" میں انجام دیا اور اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے واقعات و عجائبات کا ذکر کیا، اس نے لکھا کہ مریم علیہا السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لے کر مصر بھاگ گئیں تھیں کیونکہ انہیں خوف تھا کہ یہودی بادشاہ ہرودیس ان کے بیٹے کو قتل کر دے گا اور اس ارادۂ قتل کا سبب یہ قرار دیا کہ تین مجوسی مشرق سے بیت المقدس آئے، انہوں نے پوچھا: وہ بادشاہ کہاں ہے جو ان دنوں پیدا ہوا ہے؟ ہم نے اس ستارے کا مشاہدہ کیا جو ہمارے ملک میں ظاہر ہوا، اور یہ اس بادشاہ کی ولادت کی نشانی ہے، ہم اس کی خدمت میں ہدیہ لائے ہیں"

بادشاہ ہرودیس نے یہ واقعہ سنا تو اس کا رنگ فق ہوگیا، اس نے یہودی علماء کو جمع کیا اور ان سے اس مولود کے بارے میں پوچھا،

انہوں نے جواب دیا "ہمیں بنی اسرائیل کے انبیاء کرام نے اپنی کتابوں میں خبر دی، کہ مسیح علیہ السلام کی ولادت ان دنوں بیت المقدس کے بیت لحم میں ہونے والی ہے، اس پر بادشاہ نے ان کو حکم دیا کہ وہ بیت لحم جا کر اس مولود کی تلاش کرے، جب مل جائے تو اطلاع کریں، کیونکہ وہ مولود کو دیکھ کر اس کی عبادت کرنا چاہتا ہے، حالانکہ معاملہ ایسا نہ تھا بلکہ یہ بادشاہ کا فریب تھا، دراصل وہ اس مولود کو قتل کرنا چاہتا تھا، اس کے بعد تینوں مجوسی بیت لحم کی طرف گئے اور مریم علیہا السلام کو اس حالت میں پایا کہ بچہ ان کی گود میں تھا، اس

(بقیہ حاشیہ) بعد میں عیسائیوں نے بدل کر اس کا نام انجیل کر دیا،

اگر انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے انجیل لکھنے کا حکم ہوتا تو سب کا ایک ہی انجیل تالیف کرنے پر اتفاق ہوتا، اور اس کا متفقہ نام تجویز کرتے، انہیں کئی انجیلیں تالیف کرنے کی ضرورت نہ تھی، جن کے اندر قصص واخبار میں بھی سخت اختلاف پایا جاتا ہے اگر وہ اس کام پر مامور ہوتے تو کتب کے شروع میں اس کا تذکرہ ضرور کرتے جیسا کہ لوقا نے کیا یہ وجوہ بانگ دہل کہہ رہی ہیں کہ انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے انجیل لکھنے کا کوئی حکم نہ تھا،

وقت وہ دویرہ میں اقامت گزیں تھیں، ان مجوسیوں نے حضرت مریم علیہا السلام کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا اور ان کے بیٹے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے سامنے سجدہ کیا اور پرستش کی، پھر رات کے وقت ایک فرشتہ دیکھا، جو ان کو حکم دے رہا تھا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش کو مخفی رکھیں اور راستہ بدل کر نکل جائیں، بعد ازاں فرشتہ حضرت مریم علیہ السلام کے پاس آیا اور ان کو بادشاہ کی منصوبہ بندی سے آگاہ کیا اور حکم دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لے کر سرزمین مصر بھاگ جائیں، چنانچہ انہوں نے حکم کی تعمیل کی، یہ متی کا کلام ہے[1] سرتاپا جھوٹ ہے۔

---

[1] انجیل متی کے موجودنسخوں میں یہ کہانی اس طرح مرقوم ہے،

''جب یسوع ہیرودیس بادشاہ کے زمانہ میں یہودیہ کے بیت لحم میں پیدا ہوا تو دیکھو، کئی مجوسی پورب سے یروشلیم میں یہ کہتے ہوئے آئے کہ یہودیوں کا بادشاہ جو پیدا ہوا ہے، وہ کہاں ہے؟ کیونکہ پورب میں اس کا ستارہ دیکھ کر ہم اُسے سجدہ کرنے آئے ہیں، یہ سن کر ہیرودیس بادشاہ اور اس کے ساتھ یروشلیم کے سب لوگ گھبرا گئے، اور اس نے قوم کے سب سردار کاہنوں اور فقیہوں کو جمع کر کے ان سے پوچھا کہ مسیح کی پیدائش کہاں ہونی چاہیے؟ انہوں نے اس سے کہا یہودیہ کے بیت لحم میں کیونکہ نبی کی معرفت یوں لکھا گیا ہے کہ

اے بیت لحم یہوداہ کے علاقے
تو یہوداہ کے حاکموں میں ہرگز سب سے چھوٹا نہیں
کیونکہ تجھ میں سے ایک سردار نکلے گا
جو میری امت اسرائیل کی گلہ بانی کرے گا،

اس پر ہیرودیس نے مجوسیوں کو چپکے سے بلا کر ان سے تحقیق کی کہ وہ ستارہ کس وقت دکھائی دیا تھا، اور یہ کہہ کر انہیں بیت لحم کو بھیجا کہ جا کر اس بچے کی بابت ٹھیک ٹھیک دریافت کرو اور جب وہ ملے تو مجھے خبر دو تاکہ میں بھی آ کر اسے سجدہ کروں وہ بادشاہ کی بات سن کر روانہ ہوئے اور دیکھو جو ستارہ انہوں نے پورب میں دیکھا تھا وہ ان کے آگے چلا یہاں تک کہ اس جگہ کے اوپر جا کر ٹھہر گیا جہاں وہ بچہ تھا، وہ ستارے کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور اس گھر میں پہنچ کر بچے کو اس کی ماں حضرت مریم علیہا السلام کے پاس دیکھا اور اس کے آگے گر کر سجدہ کیا اور اپنے ڈبے کھول کر سونا اور لبان اور مر اس کو نذر کیا اور ہیرودیس کے پاس پھر نہ جانے کی ہدایت خواب میں پا کر دوسری راہ سے اپنے ملک کو روانہ ہوئے، جب وہ روانہ ہو گئے تو دیکھو خداوند کے فرشتے نے یوسف کو خواب میں دکھائی دے کر کہا، اٹھ! بچے اور اس کی ماں کو ساتھ لے کر مصر کو بھاگ جا اور جب تک کہ میں تجھ سے نہ کہوں، وہیں رہنا، کیونکہ ہیرودیس اس بچے کو تلاش کرنے کو ہے تاکہ اُسے ہلاک کرے، پس وہ اٹھا اور رات کے وقت بچے اور اس کی ماں کو ساتھ لے کر مصر کو روانہ ہو گیا۔ (باب ۲ آیت ایک ۱ تا پندرہ ۱۵)

اس کلام کے باطل اور جھوٹ ہونے کی وجوہات حسب ذیل ہیں،

۱- بیت المقدس اور بیت اللحم کے درمیان صرف پانچ میل کا فاصلہ تھا اگر بادشاہ ہیرو ڈیس اس نومولود بچے سے اس قدر خائف تھا اور اس کی تلاش کے لیے اتنا بے تاب تھا تو ان تینوں مجوسیوں کے ساتھ خود جاتا یا اپنے قابلِ اعتماد آدمیوں کو بھیجتا جو بڑے خلوص اور خیر خواہی کے جذبے سے اُسے تلاش کرتے

۲- متیٰ کی بیان کردہ حکایت کے بے بنیاد اور جھوٹا ہونے کی یہی دلیل کافی ہے کہ اسے لوقا، مرقس اور یوحنا نے اپنی انجیلوں میں نقل نہیں کیا،

۳- متی تو مولود بچے کے پاس موجود نہ تھا بلکہ یہ کہانی کذاب راویوں سے نقل کی،

لوقا:

جہاں تک لوقا کا تعلق ہے اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ نہیں پایا نہ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بہت عرصہ بعد پولس اسرائیلی کے ہاتھ پر عیسائیت قبول کی جبکہ خود پولس کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ثابت نہیں، اور وہ عیسائیوں کا بہت بڑا دشمن بھی تھا، اس نے شاہ روم سے صرف اس لیے حکومتی منصب حاصل کیا تھا کہ جو عیسائی اس کے ہاتھ آئے اس کو پکڑ کر بیت المقدس لے جائے اور قید خانہ میں ڈال دے لوقا نے اپنی کتاب ''قصص الحواریین'' میں تحریر کیا۔

''پولس سواروں کے ساتھ جا رہا تھا، اچانک اس نے روشنی دیکھی جس سے آواز آئی اے پولس! تو مجھے کیوں ضرر دیتا ہے؟ پولس نے کہا، میں تجھے کیسے ضرر دے سکتا ہوں؟ میں نے تجھے دیکھا تک نہیں، کہا، اگر تو میری امت کو ستائے گا تو گویا مجھے ستائے گا، لہٰذا ان کی ضرر رسانی سے ہاتھ اُٹھالے کیونکہ وہ حق پر ہیں، ان کے پیچھے چل، فلاح پا جائے گا۔ یہ سن کر پولس نے کہا میرے سردار! کیا حکم ہے؟ فرمایا دمشق شہر جا اور وہاں فلاں شخص کو ڈھونڈ، چنانچہ اس نے جا کر اس شخص کو ڈھونڈ نکالا، اور اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کلام سے آگاہ کیا اور مطالبہ کیا کہ اسکے ساتھ حلقہ بگوش عیسائیت ہو جا، پس اس نے یہ مطالبہ منظور کر

لیا اور عیسائیت میں داخل ہو گیا،

پولس انانیہ کے ہاتھ پر عیسائی ہوا اور لوقا پولس کے ہاتھ پر، جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور لوقا نے پولس ہی سے انجیل پڑھی، دونوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں پایا تھا نہ آپ کے دیدار سے مشرف ہوئے تھے، یہ ایسی حقیقت ہے کہ اس میں ان کے کذب و بطلان کی صریح دلیل موجود ہے

مرقس Mark:

رہا مرقس، تو اس نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت نہیں کی، بلکہ رفع حضرت عیسیٰ کے بعد ایک شخص پیٹر کے ہاتھ پر دین نصرانیت میں داخل ہوا، اور رومہ شہر میں اس سے انجیل پڑھی، اس نے اناجیل کے دیگر تینوں مؤلفین سے بہت سے مسائل میں اختلاف کیا، جس کو ہم ان شاء اللہ چھٹے باب میں ذکر کریں گے،

یوحنا John:

یوحنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خالہ زاد بھائی تھے، عیسائیوں کا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی دعوت ولیمہ میں شریک ہوئے اور دعوت میں پانی کو شراب بنا دیا، یہ آپ کا پہلا معجزہ تھا، یوحنا نے یہ معجزہ دیکھ کر اپنی دلہن سے کنارہ کشی کر لی اور دین مسیح اختیار کر لیا، اور تبلیغی اسفار میں آپ کے ہم رکاب ہو گیا،

عیسائی یہ بھی کہتے ہیں کہ جب یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کے ارادے سے آپ کے پاس آئے اور آپ کو اپنی موت کا یقین ہو چکا تو آپ نے اپنی والدہ مریم کے متعلق یوحنا کو وصیت کی، اے یوحنا! میری ماں کا خیال رکھنا۔ وہ تیری بھی ماں ہے اور اپنی ماں سے فرمایا:

''اماں! یوحنا کا خیال رکھنا وہ آپ کا بیٹا ہے''

مگر عجیب بات ہے کہ یوحنا (جو کہ انجیل کا چوتھا مؤلف ہے) نے اپنی انجیل میں اس وصیت کا ذکر نہیں کیا، واضح رہے کہ یوحنا نے یہ انجیل سویس شہر میں یونانی زبان میں تحریر کی،

یہ ان چاروں اشخاص کا تعارف ہے جنہوں نے اناجیل چہارگانہ کو قلم بند کیا اور ان میں خوب تحریف کر کے کذب بیانی سے کام لیا، حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی انجیل تحریف وتبدیل اور اختلاف واضطراب سے پاک تھی جب کہ ان چاروں مؤلفین کی تحریرات میں اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی پر کذب وافتراء اور تضاد وتخالف بہت واضح ہے جس کا عیسائی انکار کرنے کی جرات نہیں کر سکتے، ہم انشاء اللہ اس کی کچھ تفصیل آئندہ صفحات میں پیش کریں گے

اناجیل میں اختلاف کی ایک مثال:

متی نے انجیل کے بارہویں باب میں نقل کیا

''جیسے یوناہ تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔ (۴۰-۱۲)

For as Jonas was three days and three nights in the whale's belly; so shall the Son of man be three days and three nights in the heart of the earth, 12:40

یہ صریح کذب و بہتان ہے متیٰ نے اپنی انجیل میں تحریر کیا، اس لیے کہ دیگر تینوں اناجیل کے مؤلفین نے لکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جمعہ کے چھٹے پہر کو مصلوب ہوئے اور اگلے روز ہفتہ کی رات پہلے پہر دفن کر دیے گئے اور اتوار کی صبح مردوں کے درمیان سے جی اٹھے،

اس زعم فاسد کے مطابق آپ ایک دن اور دو راتیں زمین میں دفن رہے جبکہ متی کے بیان کے مطابق یونس علیہ السلام کی طرح تین رات دن قبر میں رہے اس سے متی میں جھوٹ اور ناجیل میں تناقض ثابت ہوا، حالانکہ یہ بھی حقیقت ہے کہ دیگر مؤلفین بھی اس مسئلہ میں جھوٹے ہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بارہ میں کسی کو خبر نہیں دی نہ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا جائے گا اور آپ ایک دن اور دو راتیں قبر میں رہیں گے نہ ہی تین دن رات کی کوئی سند ہے بلکہ آپ کے متعلق صحیح ترین

قول وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صادق صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا اور وہ یہ ہے۔

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ	انہوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا نہ سولی چڑھا بلکہ معاملہ ان کے لیے مشتبہ ہو گیا

شیخ عبداللہ بک لکھتے ہیں،

''ان روایات میں سے کوئی روایت اصلاً حجت نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ روایات متواتر نہیں بلکہ سب کی سب اخبار احاد اور باہم متناقض و متخالف ہیں اس لیے قطعی علم کا فائدہ نہیں دیتیں، وجہ یہ ہے کہ متواتر کی پہلی شرط یہ ہے کہ روایات کے رواۃ کی تعداد محدود و محصور نہ ہو، دوسری شرط یہ ہے ایک جم غفیر دوسرے جم غفیر سے روایت کرے جنہوں نے اصل واقعہ کا عینی مشاہدہ کیا ہو۔

تیسری شرط یہ ہے کہ ناقلین کے اقوال میں تناقض و تخالف نہ ہو اور چوتھی شرط یہ ہے کہ عقل اتنی بڑی تعداد کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا جائز نہ رکھے،

مگر یہاں معاملہ ایسا نہیں کیونکہ ناقلین اناجیل کی تعداد چار تک محدود ہے، اور وہ چاروں بھی مجہول الاحوال ہیں، جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اگر یہ لوگ مجہول الحال نہ ہوتے تو ان کتابوں کی نسبت میں اختلاف نہ ہوتا، اور اس بات کا علم بھی ہوتا کہ وہ کتابیں انہوں نے کس زبان میں تالیف کی ہیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ عیسائی دعویٰ کرتے ہیں کہ ان چار مؤلفین اناجیل میں سے صرف دو یعنی متی اور یوحنا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت کی، مرقس اور لوقا کی آپ سے ملاقات ثابت نہیں، بلکہ وہ دونوں پولس یہودی کی صحبت میں رہے، ادھر پولس کی حضرت عیسیٰ کی صحبت نصیب نہیں ہوئی نہ کبھی زیارت سے مشرف ہوا، وہ دعویٰ کرتا تھا کہ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان اور زمین کے درمیان تجلی کی صورت میں دیکھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت اس مخاطب تھے، حالانکہ پولس کی بات قابل تسلیم نہیں کیونکہ وہ سخت جھوٹا اور دشمن مسیح تھا بغرض تسلیم اگر ان دونوں نے دوسرے حواریوں سے ملاقات کی تو اس میں مشکل یہ ہے کہ خود ان کی زبانی اس کی تصدیق نہیں نہ ناقلین نے راویوں کے نام بتائے اور یہ بہت بڑی تدلیس ہے، جو ان راویوں اور ان کی روایات میں قدح اور طعن کی موجب ہے پھر ان دو شخصوں یعنی متی اور یوحنا سے تواتر کیونکہ ثابت ہوگا جن کے اقوال میں سخت تضاد اور اختلاف ہے؟

تواتر کی تیسری شرط تو یہاں مطلقاً مفقود ہے کیونکہ ان کے اقوال و روایات میں اختلاف تناقض اور ایک دوسرے کی تکذیب خود ان کی کتابوں سے آفتاب نیم روز کی طرح واضح ہے، جس کے لیے کسی خاص واقعہ کی تعیین کی ضرورت نہیں،

وہی چوتھی شرط یعنی جم غفیر کا جم غفیر سے نقل کر جن کا جھوٹ پر متفق ہونا عقلاً محال ہے، تو اس شرط کا بھی یہاں کوئی وجود نہیں،

(بقیہ حاشیہ) پھر ان روشن نشانات کی موجودگی میں عقل عیسائیوں کے ابطال دعویٰ پر کیوں صاد نہیں کرے گی اور ایک عقلمند اسے قبول کرنے میں کیوں ناگواری کا اظہار نہیں کرے گا جبکہ چاروں مؤلفین اناجیل نے اپنی تالیفات میں ایسی باتوں کو جگہ دی ہے جن کے وہ عینی گواہ نہ تھے، اور کذب بیانی سے معصوم نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مصلوب ومقتول ہونے کا حکم لگا دیا، تعجب ہے کہ انہوں نے اپنی تاریخوں اور انجیلوں میں صاف اقرار کیا کہ وہ ان واقعات کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس موجود نہ تھے بلکہ آپ کو یہودیوں کے حوالے کر کے بھاگ گئے سوائے پطرس کے جو جو دور سے پیچھے پیچھے چلا اور وہ بھی دیگر عیسائیوں کی طرح دروازے سے دور دھتکارا گیا اس کو ماننے کے بعد کہ انہیں حقیقت حال کی خبر نہیں، انہوں نے یہودیوں کی یادہ گوئیاں نقل کیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جسمانی مصلوبیت پر اتفاق کیا، کیا یہ کذب صریح اور افک قبیح نہیں تحقیق کے لیے اناجیل کی طرف رجوع کیجئے،

متی انجیل میں لکھتے ہیں،

THEN ALL THE DISCIPLES FOR SOOK HIM, AND FLED.

''اس پر سب شاگرد اُسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔(۲۶:۵۶)

مرقس میں ہے

AND THEY ALL FORSOOK HIM AND FLED.

''اس پر سب شاگرد اُسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔(۱۴-۵)

یہ ان انجیلوں کے اصل الفاظ ہیں،

شیخ عبداللہ بک کہتے ہیں،

''اگر عیسائی یہ کہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے موت کے بعد اٹھ کر انہیں اپنے مصلوب ومقتول ہونے کی خبر دی، تو ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ یہ بات یقینی نہیں بلکہ وہم وگمان پر مبنی ہے اور کیوں نہ ہو کہ خود راویوں کو اس کے متعلق شک ہے، ان کا خیال ہے کہ یہ صرف روح تھی، مسیح علیہ السلام نہ تھے جیسا کہ لوقا کی انجیل میں ہے،

And as they thus spake, Jesus himself stood in the midst of them and saith unto them, peace be unto you. But they were terrified and affighted and supposed that they had seen a spirit. And he said unto them, why are ye troubled>(24:36 to 38) and why do thoughts arise in your hearts?

''وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ یسوع آپ ان کے بیچ میں آ کھڑا ہوا اور اُن سے کہا، تمہاری سلامتی ہو، مگر انہوں نے گھبرا کر اور خوف کھا کر یہ سمجھا کہ کسی روح کو دیکھتے ہیں اس نے اُن سے کہا، تم کیوں گھبراتے ہو اور کس واسطے تمہارے دل میں شک پیدا ہوتے ہیں''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل مطمئن نہ تھے انہیں گمان تھا کہ نظر آنے والی ہستی انسانوں میں سے نہیں پھر گمان ہی سے فیصلہ کیا کہ وہ ان کے سردار اور نجات دہندہ ہیں،

ہم کہتے ہیں کہ جب ایسی صورت حال ہے تو عقل اس بات کو کیوں جائز نہیں رکھتی کہ وہ نظر آنے والی شبیہ شیطان کی ہو جو شنی سے انہیں گمراہ کر رہا ہو اور یہودیوں کے بہتانی دعویٰ کی تصدیق میں کوشاں ہو،

اگر تم یہ اعتراض کرو کہ شیطان رسول کی شکل کیسے اختیار کر سکتا ہے اور انسان کو کس طرح بہکا سکتا ہے؟

ہم کہیں گے کہ ہاں یہ اہل اسلام کے نزدیک محال ہے مگر وہ دوسرے انسان کے روپ میں آ کر دعویٰ کر سکتا ہے کہ میں رسول ہوں' عیسائیوں کا اس وقت شک وشبہ مبتلا ہونا اس بات کی دلیل ہے اور ان کا مذہب بھی اس بات کا انکار نہیں کرتا بلکہ ایسے معاملات میں شیطان کی دخل اندازی کی تصریح کرتا ہے جیسا کہ کرنتھیوں کے نام پولس کے دوسرے خط میں ہے،

For Such are false apostels deceitful workers, transforing themselves into the opostles of christ. and no marved for satim himself is tr ansformed into an angel of light. (11:13,14)

''کیونکہ ایسے لوگ جھوٹے رسول اور دغابازی سے کام کرنے والے ہیں اور اپنے آپ کو مسیح کے رسولوں کے ہم شکل بنا لیتے ہیں اور کچھ عجب نہیں کیونکہ شیطان بھی اپنے آپ کو نورانی فرشتہ کا ہم شکل بنا لیتا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل مطمئن نہ تھے انہیں گمان تھا کہ نظر آنے والی ہستی انسانوں میں سے نہیں پھر گمان ہی سے فیصلہ کیا کہ وہ ان کے سردار اور نجات دہندہ ہیں،

ہم کہتے ہیں کہ جب ایسی صورت حال ہے تو عقل اس بات کو کیوں جائز نہیں رکھتی کہ وہ نظر آنے والی شبیہ شیطان کی ہو جو شمنی سے انہیں گمراہ کر رہا ہو اور یہودیوں کے بہتانی دعویٰ کی تصدیق میں کوشاں ہو،

اگر تم یہ اعتراض کرو کہ شیطان رسول کی شکل کیسے اختیار کر سکتا ہے اور انسان کو کس طرح بہکا سکتا ہے؟

ہم کہیں گے کہ ہاں یہ اہل اسلام کے نزدیک محال ہے مگر وہ دوسرے انسان کے روپ میں آ کر دعویٰ کر سکتا ہے کہ میں رسول ہوں' عیسائیوں کا اس وقت شک وشبہ میں مبتلا ہونا اس بات کی دلیل ہے اور ان کا مذہب بھی اس بات کا انکار نہیں کرتا بلکہ ایسے معاملات میں شیطان کی دخل اندازی کی تصریح کرتا ہے جیسا کہ کرنتھیوں کے نام پولس کے دوسرے خط میں ہے،

For Such are false apostels deceitful workers, transforing themselves into the opostles of christ. and no marved for satim himself is tr ansformed into an angel of light. (11:13,14)

"کیونکہ ایسے لوگ جھوٹے رسول اور دغابازی سے کام کرنے والے ہیں اور اپنے آپ کو مسیح کے رسولوں کے ہم شکل بنا لیتے ہیں اور کچھ عجب نہیں کیونکہ شیطان بھی اپنے آپ کو نورانی فرشتہ کا ہم شکل بنا لیتا ہے۔

دوسرا باب

عیسائیوں کا مذہبی افتراق

واضح رہے کہ عیسائی بہتر فرقوں کو بٹے ہیں ان میں سے ایک فرقے کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (حاشاللہ) خدا ہے، خالق ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، ان سے کہا جائے گا کہ وہ صریح جھوٹ اور کفر ہے دیکھئے متیؔ نے اپنی انجیل کے باب ۲۶ آیت نمبر ۳۹ میں لکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہودیوں کے ہاتھوں گرفتاری سے ایک رات قبل اپنے حواریوں سے فرمایا:

''میری جان نہایت غمگین ہے یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے تم یہاں ٹھہرو اور میرے ساتھ جاگتے رہو، پھر ذرا آگے بڑھا اور منہ کے بل گر کر یوں دعا کی کہ اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے تو بھی نہ جیسا میں چاہتا ہوں بلکہ جیسا تو چاہتا ہے ویسا ہی ہو۔

یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے اقرار ہے کہ آپ عاجز انسان ہیں اور موت کے آنے سے خوفزدہ ہیں اور یہ کہ آپ کا ایک معبود ہے جسے آپ اے معبود کہہ کر پکار رہے ہیں اور اس کے سامنے تضرع اور زاری کر رہے ہیں، اور اہم بات یہ ہے کہ آپ اپنی آدمیت اور خوف وحزن کے باوجود اللہ تعالیٰ کی قدرت میں (معاذ اللہ) شک کا اظہار کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اگر ہو سکے تو (موت کا) یہ پیالہ مجھ سے ٹال دے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ میں پورا شک ہے اور یہ دو صورتوں سے خالی نہیں،

۱۔ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو علم (یقین کامل) تھا کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی اور وہ ہر چیز پر قادر ہے پھر ان کی طرف منسوب قول ''اگر ہو سکے تو یہ موت کا پیالہ ٹال دے'' کا کیا مفہوم ہے؟

۲- اگر آپ یہ سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے ایسا کرنا ممکن نہیں تو اس کے سامنے دست سوال دراز کرنے اور گڑگڑانے کا کیا مقصد تھا۔

حاشاللہ روح اللہ اور رسول اللہ کو اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ میں کب شک ہوسکتا ہے؟ بلکہ آپ کو علم و یقین کا اعلیٰ درجہ حاصل تھا، کہ اللہ تعالیٰ کس چیز سے عاجز نہیں، آپ کے ہاتھ پر جس قدر معجزات ظاہر ہوئے وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور مشیت سے ہوئے، مگر آپ الوہیت کے منصب پر فائز نہ تھے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے، اس لیے اس فرقہ سے کہا جائے گا تم نے اس معاملہ میں بھی خلاف کیا، یوحنا کے باب سترہ میں ہے۔

''مسیح نے آسمان کی طرف آنکھیں اٹھائیں اور بارگاہ خداوندی میں زاری کی اور عرض کی، اے رب! میں اپنی دعاؤں کی قبولیت پر تیرا شکر ادا کرتا ہوں اور اس کا اعتراف کرتا ہوں کہ تو ہر وقت میری دعا قبول کرتا ہے میں نے تیرے نام کو ان آدمیوں پر ظاہر کیا جنہیں تو نے دنیا میں سے مجھے دیا، وہ تیرے تھے اور تو نے انہیں مجھے دیا اور انہوں نے تیرے کلام پر عمل کیا ہے، اب وہ جان گئے کہ جو کچھ تو نے مجھے دیا ہے وہ سب تیری طرف سے ہے کیونکہ جو کلام تو نے مجھے پہنچایا وہ میں نے ان کو پہنچا دیا اور انہوں نے اس کو قبول کیا اور سچ جان لیا کہ میں تیری طرف سے نکلا ہوں اور وہ ایمان لائے کہ تو نے ہی مجھے بھیجا، میں ان کے لیے درخواست کرتا ہوں میں دنیا کے لیے درخواست نہیں کرتا بلکہ ان کے لیے جنہیں تو نے مجھے دیا ہے، کیونکہ وہ تیرے ہیں، ملخص آیت ایک تا دس (۱۰)۔

یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صاف اعتراف ہے کہ آپ کا ایک معبود اور پروردگار ہے جس کی بارگاہ میں آپ زاری کرتے ہیں اور اس کی نعمتوں اور قبولیت دعا پر شکر ادا کرتے ہیں۔ پھر عیسائی کس طرح دعویٰ کر سکتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا ہیں، جس نے آسمانوں اور زمین کو تخلیق کیا، کیا عقل سلیم کے نزدیک اس سے بڑھ کر کوئی قبیح عقیدہ ہوسکتا ہے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اعتراف رسالت

یوحنا انجیل کے پانچویں باب میں لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہودیوں

سے فرمایا ''میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو میرا کلام سنتا اور میرے بھیجنے والے کا یقین کرتا ہے، ہمیشہ کی زندگی اس کی ہے،

Verily, verily, I say unto you, He that hearth my word and believeth on him that sent me, heath everlasting life.

یوحنا کے چھٹے باب میں ہے: (۵:۲۴)

''لیکن میں نے تم سے کہا کہ تم نے مجھے دیکھ لیا ہے پھر بھی ایمان نہیں لاتے، جو کچھ باپ مجھے دیتا ہے میرے پاس آ جائے گا اور جو کوئی میرے پاس آئے گا اُسے میں ہرگز نکال نہ دوں گا، کیونکہ میں آسمان سے اس لیے نہیں اترا ہوں کہ اپنی مرضی کے موافق عمل کروں بلکہ اس لیے کہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی کے موافق عمل کروں'' (۶:۳۵-۳۹)

ایک اور مقام پر ہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا ''تمہارے دعویٰ پر گواہی کون دے گا؟ فرمایا

اور باپ جس نے مجھے بھیجا ہے اسی نے میری گواہی دی ہے، تم نے نہ کبھی اس کی آواز سنی ہے اور نہ اس کی صورت دیکھی۔ (۵:۳۸)

یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے نبی مرسل ہونے کا اعتراف کیا اور یہ کہ جو کوئی ان کا کلام سن کر عمل کرے گا اور ان کے بھیجنے والے پر ایمان لائے گا وہ جنت میں جائے گا،

مرقس اپنی انجیل کے پہلے باب میں لکھتے ہیں،

''بیت المقدس میں ایک مجنون تھا جس کی زبان سے جن کلام کرتا تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام گزرے تو جن نے پکار کر کہا، اے عیسیٰ! آپ کے پاس کیا ہے کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ مجھے کو اس جسد سے نکال دیں تا کہ لوگ جان لیں کہ آپ نبی اور روح اللہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا ہے؟ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس جن کو نکلنے کا حکم دیا چنانچہ وہ شخص صحیح سالم اٹھ کھڑا ہوا تو حاضرین اس سے متعجب ہوئے''

نوٹ: اناجیل کے موجودہ نسخوں میں یہ واقعہ اس طرح ہے،

''اور فی الفوران کے عبادت خانہ میں ایک شخص جس میں ناپاک روح تھی وہ

یوں کہہ کر چلایا کہ اے یسوع ناصری! ہمیں تجھ سے کیا کام کیا؟ تو ہم کو ہلاک کرنے آیا ہے میں تجھے جانتا ہوں کہ تو کون ہے؟ خدا کا قدوس ہے، یسوع نے اسے جھڑک کر کہا چپ رہ اور اس میں سے نکل جا پس وہ ناپاک روح اسے مروڑ کر اور بڑی آواز سے چلا کر اس میں سے نکل گئی اور سب لوگ حیران ہوئے''

یہ صاف بات اور صریح دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انسان ہیں اور جملہ رسولوں میں سے ایک رسول،

عیسائیوں کا دوسرا فرقہ

اس فرقہ کے لوگ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن اللہ ہیں آپ الٰہ بھی ہیں اور انسان بھی، باپ کی جہت سے الٰہ ہیں اور ماں کی طرف سے انسان، یہودیوں نے آپ کی انسانیت کو قتل کیا اور آپ کی الوہیت جسد انسانی کے قبر میں داخل ہونے کے بعد جہنم میں اتر گئی (العیاذ باللہ) اور جہنم سے آدم، نوح ابراہیم اور تمام انبیائے کرام علیہم اسلام کو نکالا یہ سارے انبیاء آدم کی خطاء (جنتی پھل کھانے) کی پاداش میں جہنم میں تھے اب تمام انبیاء جہنم سے نکل کر آسمانوں کی طرف چلے گئے ہیں اور لاہوت و اسوت کیب اہم ملنے کے بعد بارگاہِ الوہیت میں ہیں۔ یہ عقیدہ بھی کفر وحماقت اور دینی فساد کی انتہا کو پہنچا ہے ہم ان گروہوں کی اس ابتداء سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں، اور کہتے ہیں، ظالمو! تم نے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اور اس کے رسول (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) سخت جھوٹ باندھا، مرقس کے بارہویں باب میں ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے فرمایا

''اے اسرائیل! سن خداوند خدا ایک ہی خداوند ہے اور تو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھو۔ (۱۲:۳۱)

یعنی جان رکھو اور یقین رکھو کہ تمہارا خداوند ایک ہی آسمانی خداوند ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس قدر واضح اور صریح بیان کے بعد عیسائیوں کے کذب و افتراء کے ثبوت

میں کسی اور شہادت کی ضرورت نہیں، یہ لوگ حیران و سرگردان ہیں اور ہلاکت میں پڑے ہیں، عیسائیوں کے باقی فرقے بھی اسی طرح صریح کفر، صاف جھوٹ اور بہتان میں مبتلا ہیں، میں نے اختصار کا لحاظ کرتے ہوئے ان کا ذکر قصداً چھوڑ دیا (باللہ التوفیق)

تیسرا باب

عیسائیت کا اصولی بگاڑ

یہ عیسائیت کے ایسے اصول ہیں جن پر جمہور عیسائیوں کے جم غفیر کا اجماع ہے اور ان سے اعراض کرنے والے بہت تھوڑے اور شاذ لوگ ہیں، میں ان کے ہر اصول کی تردید انجیل کی نصوص سے کروں گا،

واضح رہے کہ دین عیسائیت کی بنیاد پانچ اصول ہیں،

1-تفطیس

2-ایمان بالتثلیث

3-اقنوم ابن کا شکم مریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ متحد ہونا

4-ایمان بالقربات

5-پادریوں کے سامنے گناہوں کا اعتراف واقرار

اصول اوّل تفطیس

لوقا اپنی انجیل میں لکھتے ہیں،

''جس نے تفطیس کا عمل کیا، جنت میں داخل ہوا اور جس نے تفطیس نہ کی وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا''

اسی لیے عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ تفطیس کے بغیر جنت میں جانا ممکن نہیں مگر ان سے سوال ہے کہ تمہارا ابراہیم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام یعقوب علیہ السلام اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کے بارہ میں کیا خیال ہے؟ وہ جنت میں ہیں یا نہیں؟ وہ بامر مجبوری کہیں گے، ہاں وہ جنت میں ہیں. اس پر دوسرا سوال یہ ہے کہ انبیائے کرام

تفطیس کے بغیر کس طرح جنت میں داخل ہوئے؟ ان کا جواب ہوگا" ختنہ کے عمل نے تفطیس کی کمی پوری کر دی، اس پر ہمارا یہ سوال ہوگا پھر تم آدم اور نوح اور ان کی صلبی اولاد کے متعلق کیا کہتے ہو؟ انہوں نے تو ختنہ نہیں کیا نہ تفطیس کی، جبکہ تمہاری انجیلیں شہادت دے رہی ہیں کہ وہ جنت میں ہیں، اس سوال کا عیسائیوں کے پاس کوئی جواب نہیں، واضح رہے کہ تفطیس کا اصول عیسائیوں نے گھڑ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کر دیا۔

تفطیس کا طریقہ:

ہر کنیسہ میں سنگ مرمر کیا ہوا پختہ حوض ہوتا ہے، جسے پادری پانی سے بھر دیتے ہیں اور اس پر انجیل کی تلاوت کرتے ہیں، نیز اس میں کافی مقدار میں نمک اور روغن بلسان ڈالتے ہیں، اگر تفطیس کرنے والا عیسائی بڑی عمر کا ہو تو بوقت تفطیس پادری کے ساتھ چند معتبر آدمی ہوتے ہیں جو بارگاہ خداوندی میں اس تفطیس کی گواہی دیتے ہیں اور پادری حوض کے پاس یہ کلمات بآواز بلند کہتا ہے،

"اے شخص! یقین رکھ کہ عیسائیت اس عقیدہ کا نام ہے کہ اللہ تعالیٰ (معاذ اللہ) تین میں سے تیسرا ہے، تفطیس کے بغیر جنت میں داخلہ ممکن نہیں اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن اللہ ہیں، آپ شکم مادر میں پروان چڑھے تو انسان اور الٰہ ہو گئے، الٰہ باپ کے جوہر کی جہت سے اور انسان ماں کی طرف سے، یہ عقیدہ رکھ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا، آپ فوت ہوئے اور قبر میں دفن ہونے کے تین دن بعد زندہ ہو کر آسمان پر چڑھ گئے اور اپنے باپ کی داہنی جانب جا بیٹھے، اور قیامت کے روز آپ ہی مخلوق کے درمیان فیصلہ کریں گے" بیٹا! تو اس بات کی گواہی دے کہ تو ہر اس بات پر ایمان لایا ہے جس پر اہل کنیسہ کا ایمان ہے"

تو وہ شخص کہتا ہے، ہاں میں ایمان لایا

بعد ازاں پادری اس حوض سے ایک پیالہ پانی کا بھرتا ہے اور یہ کہتے ہوئے اس شخص

پر انڈیل دیتا ہے کہ

''میں باپ، بیٹے اور روح القدس کے نام کے ساتھ تیری تطہیر و تقطیس کرتا ہوں پھر تولیہ سے پانی صاف کرتا ہے اور واپس چلا جاتا ہے، یوں وہ شخص عیسائیت میں داخل ہو جاتا ہے''

چھوٹے بچوں کی تقطیس:

نو مولود بچوں کی تقطیس کا طریقہ یہ ہے کہ والدین بچوں کی پیدائش کے آٹھویں روز انہیں اٹھا کر کنیسہ میں لے آتے ہیں اور پادری کے سامنے رکھ دیتے ہیں، پادری مذکورہ بالا کلمات پڑھتا ہے اور والدین بچوں کی طرف سے وہ کلمات دہراتے ہیں، یوں وہ بچے عیسائی بن جاتے ہیں پھر والدین ان کو اٹھا کر گھروں کو لے جاتے ہیں، یہ ہے بچوں کی تقطیس کا طریقہ،

یہ پانی جو کنیساؤں کے حوضوں میں پادری ڈالتے ہیں کئی سالوں تک رہتا ہے بدبو دار نہیں ہوتا، نہ متغیر ہوتا ہے، عیسائی اس پر تعجب کا اظہار کرتے ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ یہ پادریوں اور کنیسہ کی برکت کا کرشمہ ہے، وہ نہیں جانتے کہ دراصل یہ زیادہ نمک اور روغن بلسان کا کارنامہ ہے، یہ دونوں چیزیں اس پانی کو متعفن ہونے سے محفوظ رکھتی ہیں، پادریوں کی چالاکی یہ ہوتی ہے کہ نمک اور روغن بلسان رات کے اندھیرے میں ڈالتے ہیں تاکہ کوئی دیکھ نہ لے، یہ عیسائیوں کو گمراہ کرنے کیلئے ان کی حیلہ سازی ہے میں بھی ایام جاہلیت میں ایسا کرتا تھا اور بکثرت عیسائیوں کو عمل تقطیس سے گزارا۔

خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اندھیروں سے نکال کر اجالے سے آشنا کیا، اور حقانیت و معرفت کا راستہ دکھایا، یہ سید الاولین والآخرین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت اور رحمت کا فیضان ہے،

دوسرا اصول ایمان باتثلیث

عیسائیوں کے نزدیک تین خداؤں (تثلیث) پر ایمان رکھنا لازم ہے اس کے بغیر جنت میں داخلہ ممکن نہیں، اس عقیدہ پر عیسائیت کے گم کردہ راہ اماموں کے اقوال گواہ ہیں، وہ ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تین میں سے ایک ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن اللہ ہیں اور آپ کی دو طبیعتیں ہیں،

۱- ناسوتی، ۲- لاہوتی،

پھر دونوں طبیعتوں کا شکم مادر میں اجتماع ہوا تو مل کر ایک ہوگئیں اس طرح لاہوت معاذ اللہ کامل فانی انسان ہوگیا اور ناسوت ترقی کر کے کامل الٰہ خالق بن گیا،

بعض کے نزدیک وہ تین خدا حسب ذیل ہیں،

1- اللہ تعالیٰ 2- حضرت عیسیٰ علیہ السلام 3- مریم علیہا السلام

اس عقیدہ کے حاملین کے کفر میں ذرہ برابر شک نہیں، جو شخص عقل سلیم سے بہرہ ور ہے وہ ضرور اس کفری فاسد عقیدے سے برأت کا اظہار کرے گا کیونکہ اس بہتان اور افتراء سے لازم آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کی مانند ہو آپ کا علم، قدرت اور صفات بھی اللہ تعالیٰ کے علم قدرت اور ازلی صفات جیسی ہوں حالانکہ یہ باطل ہے اور اس کا بطلان عیسائیت کی کتابوں سے ثابت ہے

انجیل مرقس میں ہے، حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا

''اس گھڑی (قیامت) کی بابت کوئی نہیں جانتا نہ آسمان کے فرشتے نہ بیٹا مگر باپ

۱۳:۲۳

But of that day and that hour knowth no man, no, not the angels which are in heaven, neither the son, but the Father.

نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے صاف اقرار ہے کہ آپ کا علم محیط نہیں، نہ

فرشتوں کا علم محیط ہے وقوع قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے آپ کے پاس جو علم ہے وہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے
انجیل متی میں ہے،

Then saith he unto them, My soul is exceeding sorrowful, even unto deth, Tarry ye here and watch with me (26:38)

''اس وقت اس نے ان سے کہا میری جان نہایت غمگین ہے یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ چکی ہے تم یہاں ٹھہرو اور میرے ساتھ جاگتے رہو''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ الفاظ اس وقت کہے جب یہودیوں نے آپ کے قتل کا پختہ ارادہ کرلیا اس وقت آپ کی حالت غیر ہوگئی آپ سخت پریشان اور غمگین تھے، بھلا جو شخص غمگین ہو اور اس کی حالت متغیر ہو جائے وہ خدا یا ابن خدا کیسے ہوسکتا ہے؟ اس سے بڑھ کر بے عقلی کی بات کیا ہوسکتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے دو طبیعتیں مانی جائیں لاہوتی اور ناسوتی، پھر دونوں ایک ہو جائیں یہ بات تو اس قول سے بھی بڑھ کر خلاف عقل ہے کہ آگ اور پانی ایک چیز ہے نور اور ظلمت ایک شے ہے یہ محال ہے، کہ دو متضاد چیزیں ایک ہو جائیں، خالق غنی بالذات اور عظمت و کبریائی میں ہر شبہ سے پاک ذات کے لیے عقل سلیم کیسے باور کرے گی کہ وہ اپنی مخلوقات میں سے ایک مخلوق کے ساتھ متحد ہوگئی ہے۔ العیاذ باللہ۔

تَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَق عَمَّا يُشْرِكُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ناسوت مر رہا تھا تو اس وقت آپ کا لاہوت کہاں تھا؟
بالخصوص جب کہ عیسائیوں کا دعویٰ ہے کہ ناسوت و لاہوت باہم متحد اور یک جان تھے پھر جب آپ کے جسد اطہر کو پیٹا گیا، سر پر کانٹوں کا تاج رکھا گیا اور آپ کو سولی چڑھا کر نیزوں سے زخمی کیا گیا اور موت واقع ہوگئی تو ناسوت اور لاہوت میں فرق کیا تھا،
نیز جزع اور فزع کی حالت میں آپ کے ناسوت سے لاہوت کہاں غائب تھا حالانکہ اس کو ناسوت سے شدید اتحاد تھا، رہا یہ دعویٰ کہ اس وقت لاہوت ناسوت سے جدا

ہو کر جہنم میں چلا گیا تھا تا کہ ارواح انبیاء کو جہنم سے نکالے پھر ناسوت کے قبر میں دفن ہونے کے بعد اس سے آملا، پھر تین دن کے بعد اس کو لیکر آسمان پر جا بیٹھا، یہ سب باطل دعویٰ ہیں اور رکیک وفضیح کفری نظریے ہیں جن کی عقل سلیم اجازت نہیں دیتی،

عیسائی کس طرح دعویٰ کر سکتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دو طبیعتیں تھیں جبکہ انجیلوں کی ٹھوس شہادتیں ہیں، کہ آپ کی صرف ایک طبیعت تھی یعنی انسانی طبیعت، اس کی واضح دلیل متی کی یہ تحریر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اپنے شہر ولادت سے روانہ ہوئے جہاں لوگوں نے آپ کو بے عزت کیا تو فرمایا

A Prophet is not with out honour save hin owm country and in his oun house.

''نبی کے وطن اور اپنے گھر کے سوا اور کہیں بے عزت نہیں ہوتا۔ (۱۳:۵۷)

یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے کھلا اعتراف ہے کہ انبیائے کرام میں سے ایک نبی ہیں اور انبیاء کی ایک ہی طبیعت ہوتی تھی یعنی انسانی طبیعت، اس بات کی تائید حواریوں کے سردار شمعون کے اس قول سے ہوتی ہے جو انہوں نے یہودیوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا، کہ

''اے اسرائیلیو! میری بات سنو، مسیح علیہ السلام وہ شخص ہیں جن کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے معجزات ظاہر کیے اور اللہ تعالیٰ کی نصرت وتائید ان کے شامل حال رہی، اور تم نے ان کے ساتھ کفر کیا، (قصص الحواریین باب دوم)

یہ کتاب عیسائیوں کے ہاں انجیل کی طرح ہے پھر اس خبر سے زیادہ معتبر اور یقینی خبر کونسی ہوسکتی ہے اور شمعون سے بڑھ کر کون عادل شاہد ہوسکتا ہے؟ جس کے ذکر سے عیسائی برکت حاصل کرتے ہیں، اور اس کی نیک نفسی اور فضیلت پر یقین رکھتے ہیں، شمعون حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق گواہی دیتے ہیں، کہ

آپ ایک مرد ہیں اور افراد انبیاء میں سے ایک فرد جن کو اللہ تعالیٰ نے معجزات سے مؤید کیا، جہاں تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر ہونے والے معجزات کا تعلق ہے وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ظاہر ہوئے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کسب کا ان میں

دخل نہیں کہاں یہ نور حق اور کہاں وہ ظلمت کفر کہ لاہوت ناسوت حضرت عیسیٰ میں حلول کر گیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام الٰہ ہو گئے ماشاللہ۔

اے اللہ کے بندو! سوچو، شیطان کس طرح ظلمت کفر کے ساتھ تمہاری عقل اور بصیرت پر چھا گیا اور تم نے عقلاً اور عادتاً محال بات پر یقین کر لیا، اور اس گندے عقیدہ کے گھڑنے والے شیطان اوّل کے پیچھے ہوئے، ہم اللہ تعالیٰ سے ایسے لوگوں کے حال اور انجام سے پناہ مانگتے ہیں،

ایک اور شہادت:

لوقا انجیل کے آخر میں لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قبر سے اٹھنے کے بعد اپنے دو شاگردوں قلبوفاس اور لوقا سے ملے وہ اس وقت ''واقعہ صلیب'' پر تبصرہ کر رہے تھے، آپ نے ان سے پوچھا:

مالکما حزنیان فقالاله کانك عریب وحدك فی مدنیة بیت المقدس لم تعرف ماجری فیها فی هذه الایام من امرا لمسیح الذی کان رجلاً مصدقا من الله فی مقاله وافعاله عندالله والناس ٥[1]	تم دونوں غمگین کیوں ہو؟ کہنے لگے شاید تو اس شہر بیت المقدس میں اکیلا مسافر ہے، تو نہیں جانتا کہ ان دنوں اس میں مسیح کے ساتھ کیا پیش آیا، وہ ایسا شخص تھا جس کے اقوال و افعال کی اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے ہاں تصدیق تھی۔

---

[1] لوقا کے موجودہ نسخوں میں واقعہ اس طرح مرقوم ہے

And the one of them whose name was cleopas answering said unto him; Art thou only a stranger in Jerusalum and hast not known the things which are come to pass these in these days. And he said unto them, what things? And they said unto him, conceming Jesus of naryareth, which was a prophet mighty indeed and word before God and all the people 23.18.20

پھر ایک نے جس کا نام کلیپاس تھا جواب میں اس سے کہا، کیا یروشلم میں اکیلا مسافر ہے جو نہیں جانتا کہ ان دونوں اس میں کیا کیا ہوا ہے؟ اس نے اُن سے کہا، کیا ہوا ہے؟ انہوں نے اس سے کہا، یسوع ناصری کا ماجرا، جو خدا اور ساری امت کے نزدیک کام اور کلام میں قدرت والا نبی تھا،

یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شاگرد کی گواہی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے تصدیق یافتہ نبی ہیں جو نہ تو خالق ہیں نہ معبود اور نہ ابن اللہ اللہ تعالیٰ اس سے کہیں بلند ہے جو کافر اس کے متعلق شرکیہ بول بولتے ہیں،

تیسرا اصول

اقنوم ابن کا شکم مریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ متحد و ملتحم ہونا

عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اور آپ کی اولاد کو خطاء (شجر ممنوعہ کھانے) کی وجہ سے جہنم کی سزا دی، پھر اللہ تعالیٰ کو رحم آیا اور ان کو جہنم سے نکالنے کا ارادہ کیا، تو اپنے بیٹے کو بھیجا جو شکم مریم میں جسد عیسیٰ کے ساتھ متحد ہو کر انسان اور الٰہ ہو گیا، انسان ماں سے جوہر سے اور خدا باپ کے جوہر سے، پھر خدا نے اسے آدم اور اس کی اولاد کو جہنم سے نکالنے کی قدرت اس شرط پر دی کہ اس پر موت طاری اور وہ اس موت کے باعث تمام مخلوق کے لیے کفارہ (فدیہ) قرار پائے، اور مصلوب ہو کر تین دن کے بعد زندہ ہو اور جہنم میں اتر کر آدم اور آپ کی ساری اولاد کو جہنم سے نکالے، یہ ہے عیسائیوں کا کفری عقیدہ اور بدترین دین، جیسا کہ ان کے پہلے شیطانوں نے بغیر سند اور دلیل کے گھڑ کر پیش کیا، حاشا اللہ کہ انبیاء و رسل کی طرف ایسی مضحکہ خیز گھٹیا باتوں کی نسبت کی جائے۔

یہ محال ہے کہ خالق ازلی کی ذات مقدسہ کسی کے گوشت یا خون میں حلول کرے اور اس کے ساتھ متحد ہو جائے یا ارض وسماء میں اس کا کوئی بیٹا ہو یا اس کا قدم و بقاء جس کی انتہا نہیں، محدود و متغیر ہو جائے یا کسی اور چیز میں منتقل ہو جائے،

ہرگز نہیں ہرگز نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات یکتا اور منفرد ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اس کی نظیر ہے (نہ شبیہ) اس کی ذات اس عیب کی پاک ہے کہ وہ کسی فانی

انسان میں حلول کرے یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ جبکہ وہ ایسا زندہ ہے جس پر موت طاری نہ ہوگی یا یہ کیسے تصور کیا جاسکتا ہے کہ اس کی ذات اقدس کسی عورت کے شکم میں سما جائے حالانکہ اس کی کرسیٔ اقتدار ارض وسماء کو محیط ہے،

ایک سوال:

یہاں عیسائیوں سے ایک سوال ہے کہ کیا تم یہ عقیدہ رکھتے ہو کہ معاذ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا ہیں اور جو شخص ایسا عقیدہ نہیں رکھتا وہ عیسائی نہیں؟ وہ جواب دیں گے ہاں'' تو ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم نے ایک عظیم بہتان اور محال امر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کیا؟ کیا تم نے انسانوں میں سے ایک شخص کو خالق ازلی قرار دے دیا؟ حالانکہ وہ حادث ہے مخلوق ہے؟ یاد رکھو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں تمہارا عقیدہ پانچ وجود سے خالی نہیں۔

1- تم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معبود ازلی ٹھہرالیا یا معبود ازلی کا مسکن ومدخل،

2- کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی ذات کے بارے میں دعویٰ الوہیت کیا یا ان کے شاگردوں نے اس دعویٰ کو نقل کیا؟ جو دین مسیح کو تم تک پہنچانے والے ہیں،

3- یا تم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو الٰہ'' اس لیے قرار دیا کہ ان کے ہاتھ پر خارق عادات افعال ظاہر ہوئے،

4- یا اس لیے تم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو الٰہ مانا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر تشریف لے گئے،

5- یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیران کن پیدائش سے تم نے یہ عقیدہ قائم کیا؟

وجوہات پنجگانہ کارد:

اگر یہ کہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش حیران کن اور انوکھی ہے کیونکہ آپ بن باپ کے پیدا ہوئے تو اس کے جواب میں کہیں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش آدم علیہ السلام کی پیدائش سے زیادہ انوکھی نہیں، کیونکہ وہ بغیر ماں اور باپ کے پیدا ہوئے، یونہی آپ کی پیدائش فرشتوں کی تخلیق سے حیران کن نہیں، وہ تو بغیر ماں باپ کے

اور مادہ اور مٹی کے پیدا ہوئے، مگر آدم علیہ السلام اور فرشتوں کو الٰہ تسلیم نہیں کیا گیا اور تم اس سے منع بھی کرتے ہو، کہو کہ آدم فرشتوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان فرق کیا ہے؟ حالانکہ ان کی پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے زیادہ حیران کن ہے،

اگر کہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر خارق عادات معاملات ظاہر ہوئے اس لیے وہ وہ الٰہ ہیں تو ہم جواب میں کہیں گے، تمہارے علماء اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت یسعٰ علیہ السلام نے مردہ کو زندہ کیا تھا، یوں اپنی موت کے بعد بھی مردہ زندہ کیا،

دیکھیے سلاطین باب استرہ اور سلاطین ۲ باب ۱۳

اور موت کے بعد زندہ کرنے کا معجزہ زندگی میں مردے کو زندہ کرنے کے معجزے سے زیادہ تعجب خیز ہے،

حضرت الیاس علیہ السلام نے بھی مردہ زندہ کیا

سلاطین اباب سترہ آیت 23

انہوں نے بڑھیا کے آٹے اور تیل میں برکت دی تو سات سال تک مٹکے سے آٹا اور کپی سے تیل ختم نہ ہوا

سلاطین باب سترہ

انہوں دعا کی کہ سات سال تک خشک سالی رہے تو اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کی اور سات سال تک بارش نہ ہوئی۔

اگر تم کہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پانچ روٹیوں سے پانچ ہزار آدمیوں کو سیر کیا۔

(یوحنا باب 6 آیت 8 تا 14)

ہم جواباً کہیں گے کہ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت ثابت نہیں ہوتی، کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے بنی اسرائیل کو چالیس برس تک من و سلویٰ ملتا رہا، اس وقت بنی اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ سے زائد تھی۔

اگر کہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر کشتی کے دریا پر چلے اور غرق نہ ہوئے تو ایسا معجزہ موسیٰ علیہ السلام سے بھی صادر ہوا، موسیٰ علیہ السلام نے دریا پر عصا مارا اور وہ پھٹ گیا جس

سے کئی راستے بن گئے اور آپ اپنی قوم سمیت ان راستوں سے دریا عبور کر گئے جبکہ ان کا دشمن فرعون اپنی فوج سمیت ڈوب گیا۔

اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام نے صحرا میں چٹان سے بارہ چشمے جاری کر دیے تا کہ بنی اسرائیل کے ہر قبیلہ کے لیے الگ گھاٹ ہو۔

اہل مصر کے لیے موسیٰ علیہ السلام نے حسب ذیل دس معجزات ظاہر فرمائے:

1- آپ نے عصا زمین پر ڈالا تو خوفناک اژدھا بن گیا اور جادوگروں کی رسیاں نگل گیا،

2- اہل مصر کے پانی بدبودار ہو گئے اور ان کے اندر حیوانات مر گئے،،

3- مینڈکوں کی کثرت ہوگئی اور ان کے گھر ان سے بھر گئے

4- جوؤں نے ان کے بدنوں پر یلغار کر دی

5- مکھیوں کی کثرت ہوگئی

6- ان کے چوپائے ہلاک ہو گئے

7- ان کے جسموں پر پھوڑے نکل آئے

8- سخت سردی سے درخت برباد ہو گئے

9- ان کی فصلوں پر ٹڈی دل نے حملہ کر دیا

10- ان پر تین رات دن اندھیرا چھایا رہا،

اگر تم کہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وجہ سے الٰہ ہیں کہ آپ آسمان پر گئے، ہم کہیں گے اس سے لازم آیا کہ پھر تو الیاسؑ اور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی خدا ہوں کیونکہ وہ بھی آسمان پر تشریف لے گئے اور تم ان کے رفع آسمانی کو بالاتفاق مانتے ہو،

اس کے علاوہ تورات کی نص سے اور عیسائی علماء کے اجماع سے ثابت ہے کہ ایونا انجیلی بھی آسمان پر گئے،

اگر تم یہ کہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کی یہ دلیل ہے کہ خود انہوں نے اس کا دعویٰ کیا، ہم کہتے ہیں یہ تمہارا صریح کذب صاف جھوٹ اور قبیح بہتان ہے کیونکہ تمہاری

اناجیل اس کی تکذیب کر رہی ہیں اور اعلان کر رہی ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھایا گیا تو انہوں نے پکار کر کہا،

ایلی ایلی لما شبقتنی اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا (متی ۲۷:۴۶) بحوالہ انجیل گزر چکا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا'' اس طرح آپ نے اعتراف کیا کہ آپ انسان ہیں اور رسول ہیں، اناجیل میں ایسے بے شمار حوالے ہیں، ساتھ ہی تمہاری کذب بیانی کا اظہار بھی ہے، کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر لٹکایا گیا اور انہوں نے فریاد کرتے ہوئے کہا اے میرے خدا، اے میرے خدا! حالانکہ یہ اصلی انجیل میں نہیں ان میں گھڑت انجیلوں میں ہے،

ہم نے اس کو اس لیے ذکر کیا کہ تمہارا تناقض اور تضاد کھل جائے اور اہل عقل کی نظر میں تمہاری رسوائی ہو،

چوتھا اصول

ایمان بالقربات

عیسائیوں کے قربات (یعنی حصول اجر وثواب کے طریقے) سراسر کفر ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ جب پادری فطیر روٹی پر کچھ کلمات پڑھتا ہے تو وہ روٹی اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم بن جاتی ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ کنیسہ میں ایک بڑا پادری ہوتا ہے جو اس کام پر مقرر ہوتا ہے اس کے پاس روزانہ عبادت کے وقت فطیری روٹی اور شراب کی بوتل لائی جاتی ہے، وہ ان پر چند کلمات پڑھتا ہے اور عیسائی یہ سمجھتے ہیں کہ اِن کلمات کے بعد فطیری روٹی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم اور شراب ان کا خون بن جاتی ہے اس سلسلہ میں ان کی دلیل انجیل متی کی یہ روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے العیاذ باللہ اپنی موت سے پہلے اپنے شاگردوں کو جمع کیا

And as they were eating, Jesus took bread and blessed it, and brake it, and gave it to the disciples, and said, take, eat, this is my body. And he took the cup, and

gave thanks, and gave it to them saying drink ye all of it ; For this is my blood of the testament, which is shed for many for the remission of sais

''تو یسوع نے روٹی لی اور برکت دے کر توڑی اور شاگردوں کو دے کر کہا، لو کھاؤ یہ میرا بدن ہے، پیالہ لے کر شکر کیا اور ان کو دے کر کہا تم سب اس میں سے پیو کیونکہ یہ میرا وہ عہد کا خون ہے جو بہتوں کے لیے گناہوں کے واسطے بہایا جاتا ہے'' (۳۰-۲۶-۲۶)

یہ متی کا بیان ہے یوحنا جو کہ واقعہ رفع'' کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس موجود تھا، تو اس فطیری روٹی اور شراب کا ذکر نہیں کیا، یہ ایسا اختلاف ہے جو متی کی کذب بیان پر دلالت کرتا ہے اور صریح بہتان ہے، جبکہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ فطیری روٹی کا ہر ہر جز حضرت عیسیٰ کا جسم ہے جس کی لمبائی چوڑائی اور گہرائی ہے خواہ فطیری روٹی کے لاکھ ٹکڑے ہوں ہر ٹکڑا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے،

ایک سوال:

اس موقع پر عیسائیوں سے سوال ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم دس بالشت لمبا دو بالشت چوڑا اور ایک بالشت گہرا ہو تو وہ فطیری روٹی جس پر ایک پادری کچھ کلمات پڑھ دے، ممکن نہیں کہ تین بالشت ہو جائے پھر کیسے ممکن ہے کہ دس بالشت لمبا دو بالشت چوڑا اور ایک بالشت گہرا بدن تین بالشت کے برابر ہو جائے، یہ مسئلہ عقل سلیم کے نزدیک محال ہے؟ عیسائی اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ آئینہ جو مختصر ہوتا ہے، جب بلند و بالا عمارتوں کے سامنے رکھا جاتا ہے تو وہ اس میں نظر آنے لگتی ہیں، حالانکہ وہ اس سے ہزاروں گناہ بڑی ہوتی ہیں، ہم اس دلیل کے جواب میں کہتے ہیں، جو کچھ آئینہ میں نظر آتا ہے وہ عرض ہے جوہر نہیں، مگر تمہارا عقیدہ ہے کہ فطیری روٹی جسم مسیح ہے یعنی جوھر و عرض مسیح اور یہ عقلاً محال ہے۔

پھر تم یہ بھی عقیدہ رکھتے ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی داہنی جانب جا بیٹھے، بتایئے کہ آپ کا جسم آسمان سے اتر کر فطیری روٹی میں کیسے داخل ہوا؟ پھر یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم ایک ہے اور تمہارے عقیدہ

کے مطابق ان کا جسم فطیرہ کے تمام اجزاء میں موجود ہے خواہ وہ اجزاء لاکھوں ہوں، اس طرح تو لازم آئے گا کہ لاکھوں عیسیٰ ہوں، پھر تمام میں کنیسوں میں فطیری کنیسوں روٹیوں کی تعداد کے مطابق آپ کا جسم متضاعف اور غیر متناہی ہوتا جائے گا، جس شخص نے یہ نام نہاد عقیدہ گھڑا اس نے اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ کو دنیا کے لیے کھلونا بنادیا اور شیاطین کے لیے ٹھٹھہ (العیاذ باللہ)

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے

قربت فطیرہ کا طریقہ:

عیسائیوں کی اس عبادت کا طریقہ یہ ہے کہ پادری اپنے خادم کو حکم دیتا ہے کہ عمدہ قسم کے میوے کا آٹا گوندھ کر پکائے، پھر اس روٹی کو پادری شراب کی بوتل کے ساتھ کنیسہ میں لاتا ہے اور ناقوس بجانے کا حکم دیتا ہے جب عیسائی عبادت کے لیے جمع ہوتے ہیں اور صف باندھ لیتے ہیں، تو پادری اس بوتل سے کچھ شراب چاندی کے پیالے میں انڈیلتا ہے اور فطیری روٹی کو ایک صاف ستھرے رومال میں رکھ کر تمام صفوں کے سامنے لاتا ہے اور مشرق کی طرف رخ کر کے کھڑا ہوتا ہے پھر فطیری روٹی کو ہاتھ میں لے کر وہ کلمات دہراتا ہے جو ان کے بقول حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گرفتاری کے وقت کہے تھے جیسا کہ متی کے باب 26 کی آیات 26 تا 30 میں مذکور ہیں،

پادری ان کلمات کو پڑھنے کے بعد اس کے سامنے سجدہ کرتا ہے اور عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام (العیاذ باللہ) ابن اللہ ہیں، سجدہ کی حالت میں وہ فطیری روٹی سے خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے،

> ''تو یسوع (عیسیٰ) آسمانوں اور زمین کا خدا ہے تو نے ہی شکم مریم میں جسم اختیار کیا، تو ابن اللہ ہے، تمام مخلوقات کے وجود سے پہلے، تو اس لیے ہے کہ ہمیں شیطان کے چنگل سے نجات دے تو اپنے باپ کے ساتھ آسمان پر بیٹھا ہے ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو میرے اور اپنے ماننے والوں کے گناہ معاف کر دے، جن گناہوں کو تو نے اپنے خون کی قربانی سے چھوڑایا ہے''۔

اس کلام کے بعد پادری فطیری روٹی کو صفوں کے سامنے لاتا ہے تو وہ سب کے سب اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں، پھر پادری شراب کا پیالہ ہاتھ میں لے کر کہتا ہے کہ ہمارے الٰہ مسیح نے موت سے پہلے شراب کا پیالہ تھام کر حواریوں کو دیا اور کہا، پیو، یہ میرا خون ہے''

پھر پادری کے پیالہ کے سامنے سجدہ کرتا ہے اور اس کی پیروی میں عیسائی اس پیالہ کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں، بعدازاں پادری اس روٹی سے کھاتا اور پیالہ سے پیتا ہے اور انجیل سے کچھ حصہ تلاوت کر کے حاضرین کے لیے دعا کرتا ہے اس کے بعد سب چلے جاتے ہیں یہ ہے عیسائیوں کی عبادت اور قربت کا طریقہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس ذلت سے پناہ دے۔[1]

---

[1] ہمیں یہاں ایسے دلائل کے در پے ہونے کی ضرورت نہیں تو عیسائیوں کے باطل عقائد کا ابطال کریں، کیونکہ بدیہی البطلان اور ظاہر الفساد ہیں، ان کے تمام عقائد من گھڑت ہیں جو کسی رسول سے منقول نہیں، بلکہ نقل اور عقل دونوں کے خلاف ہیں یہ مسیح علیہ السلام کے رفع آسمانی کے تین سو سال بعد پادریوں کی کانفرنسوں میں گھڑے گئے جن کے ابطال پر تورات اور ساری نبوتیں گواہ ہیں، عیسائیوں کے پاس کوئی چیز نہیں جس سے وہ سند پکڑیں بتایئے کسی کتاب میں ثابت ہے کہ الٰہ قدیم ازلی کے تین اقنوم ہیں؟ اور کس نبی نے اس غلط عقیدہ کی خبر دی، کسی رسول نے اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹا ٹھہرایا اور روح القدس کو اس کا شریک بنایا، اور روٹی کھا کر اور شراب پی کر دعویٰ کیا ہو کہ پادری کی دعا سے اللہ کا جسم اور خون بن جائے اور کس نبوت میں آیا کہ آدم علیہ السلام کی توبہ قبول نہیں ہوئی اور آپ کی خطاء آپ کی اولاد میں سرایت کر گئی ہے؟ یہاں تک کہ اس کے لیے مسیح علیہ السلام کو سولی پر چڑھا کر قتل کر دیا جائے۔ یہ سب گمراہوں کا افتراء اور بہتان ہے۔

(حاشیہ از شیخ عبداللہ بیک)

تم دیکھتے ہو کہ اناجیل چہارگانہ میں شرعی احکام شاذ و نادر ہی بیان ہوئے ہیں یہ کتابیں پند و نصائح اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہودیوں کے ساتھ گفتگو پر مشتمل ہیں حالانکہ لوگوں کو شرعی احکام کی وضاحت کی شدید ضرورت ہے اور یہ مقصود نہیں کہ کوئی دین بغیر احکام کے ہو، اس صورت میں کسی کے لیے کیسے ممکن ہے کہ دائرہ عیسائیت میں آئے جبکہ اس کے احکام مجہول ہیں، اگر پادری یہ جواب دیں کہ مسیح علیہ السلام پر ایمان لانا ہی کافی ہے کسی اور چیز کی ضرورت نہیں تو ہم کہیں گے کہ اناجیل اس کو جھٹلا رہی ہیں، اور علانیہ کہہ رہی ہیں کہ عیسائی اور امر و نواہی کے مکلف ہیں لیکن اناجیل میں ان کی وضاحت نہیں،

باقی اگلے صفحہ پر

پانچواں اصول پادری کے سامنے گناہوں کا اعتراف

عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ پادری کے سامنے گناہوں کا اقرار و اعتراف کیے بغیر جنت میں جانا ممکن نہیں، اور جس شخص کا ایک گناہ بھی پوشیدہ رہ گیا اُسے اقرار و اعتراف مفید نہ ہوگا، اس لیے ہر سال لوگ روزوں کے دنوں میں کنیسوں میں جاتے ہیں اور اور پادریوں کے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں، عموماً لوگ اس وقت اعتراف کرتے ہیں جب شدید امراض میں مبتلا ہوں یا انہیں موت کا خوف لاحق ہو تو پادریوں کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں اور پادری انہیں معاف کر دیتے ہیں، عیسائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جب کوئی پادری کسی کے گناہ معاف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی اس کی بخشش ہو جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ پاپائے روم، جو کہ زمین پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خلیفہ سمجھا جاتا ہے، جسے چاہے بخشش کا سرٹیفکیٹ جہنم سے نجات کا پروانہ اور جنت میں داخلے کی سند عطا کر دے اور اس مہربانی پر کثیر مال وزر وصول کرے، یہی اختیارات دنیا بھر میں اس کے ماتحت پادریوں کو حاصل ہیں، وہ بخشش، جنت اور نجات کے پروانے عطا کرتے ہیں اور ان پروانوں پر بھاری مال بٹورتے ہیں، جبکہ عیسائی ان پروانوں کو لوگوں کی نظروں سے

(بقیہ حاشیہ)

اگر عیسائی اس اعتراض کے جواب میں کہیں کہ یہ احکام بزرگوں کے اقوال سے ثابت ہیں اور ان قوانین پر مشتمل ہیں جو پادریوں نے مختلف کانفرنسوں میں اتفاق رائے سے وضع کیے تو اس کا جواب یہ ہوگا کہ یہ قوانین معتبر نہیں کیونکہ کانفرنسوں میں شریک لوگوں کو شریعت گھڑنے کا اختیار نہ تھا، دین و شریعت عطا کرنے والی ہستی اللہ تعالیٰ کی ہے اور اس کا ماخذ وحی ربانی ہے اس لیے پادریوں کے وضع کردہ قوانین مسیح علیہ السلام کی گھڑ کر کسی پیغمبر سے منسوب کر دیتا، اور اسے اس پیغمبر کا دین کہنا لازم آتا، جبکہ اس قول کا بطلان وفساد پوشیدہ نہیں، متی کے ساتویں باب میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہودیوں کا رد کرتے ہوئے حضرت یسعیاہ کے حوالے سے فرمایا

''تم اللہ کے احکام ترک کرتے ہو اور لوگوں کے احکام پر کاربند ہوتے ہو'' اس سے معلوم ہوا کہ دین مسیح نہ صرف منسوخ ہے بلکہ اگر کوئی اس کو بطور دین اختیار کرنا چاہیے تو ایسا کر سکتا، کیونکہ اس کی اصل کتاب موجود نہیں نہ اس کے احکام معلوم ہیں''

پوشیدہ رکھتے ہیں، یہاں تک کہ جب کوئی عیسائی مرتا ہے تو یہ پروانہ اس کے کفن میں رکھ دیا جاتا ہے، اس وقت انہیں پختہ یقین ہوتا ہے کہ اس پروانہ کی بدولت وہ جنت میں جائے گا، یہ پادریوں کی جاہل عیسائیوں سے مال بٹورنے کی چال ہے ان اندھوں سے کہا جائے گا کہ نادانو! تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے شاگردوں نے تم کو اس کا حکم نہیں دیا خود ان شاگردوں نے کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے کسی گناہ کا اعتراف نہیں کیا حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہارے زعم میں الٰہ'' اور ''ابن اللہ'' ہیں (معاذ اللہ) اور وہ تمام پادریوں سے زیادہ گناہ بخش دینے کے حق دار ہیں تم کو اس بات میں بھی شک نہیں کہ ہر پادری تمہاری طرح انسان ہے بعض اوقات اس کے گناہ تمہارے گناہوں سے زیادہ ہوتے ہیں، خصوصاً تمہیں کافر بنانے اور گمراہ کرنے کی وجہ سے بتایئے اس کے گناہ کون معاف کرتا ہے؟ (اور وہ کس کے سامنے اعتراف گناہ کرتا ہے) مگر تم اندھی قوم ہو اور تمہارے پادری تم سے بڑھ کر اندھے ہیں اور جب اندھے سے اندھا ملتا ہے (اور اس کی رہنمائی کرتا ہے) تو ضرور ہلاکت میں پڑتا ہے، تم اپنے پادریوں کے ساتھ ضرور جہنم کی آگ میں گرو گے اور اس میں ہمیشہ رہو گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے کفر اور شرک کی وجہ سے تمہارے گناہوں کی بخشش کی توقع ہی ختم کر دی، اس نے قرآن حکیم میں فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اس جرم کو معاف نہیں فرمائے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے

اس لیے اللہ تعالیٰ کے سچے ارشاد کے مطابق تمہاری بخشش محال ہے پھر پادری کا پروانہ نجات کیا وقعت رکھتا ہے؟ یہ تو شیطان اور اس کے چیلوں کا تمہارے ساتھ کھلا مذاق ہے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

چوتھا باب

شریعت کے بارے عیسائیوں کا عقیدہ

تمام عیسائی ان عقیدوں پر قائم ہیں اور بجز چند افراد کے کوئی انہیں چھوڑنے کے لیے تیار نہیں، حالانکہ یہ سب عقیدے سراسر کفر ہیں اور عقلاً محال ہیں اور ایک دوسرے کی تردید کرتے ہیں، ان کا مصنف ایک رومی شخص شمعون ہے اور جن کی تفصیل حسب ذیل ہے؟

''ہم ایک اللہ پر' جو باپ ہے، ایمان رکھتے ہیں اور وہ ہر چیز جو نظر آتی ہے اور جو نظر نہیں آتی، مالک اور صانع ہے، ہم پروردگار مسیح پر ایمان لاتے ہیں، اللہ کا اکلوتا بیٹا، جو ساری مخلوق سے پہلے پیدا ہوا، وہ ممنوع نہیں برحق خدا ہے باپ کے جوہر سے، جس کے ہاتھ سے تمام جہان مستحکم ہوئے اور وہ ہر چیز کا خالق ہے وہ ہمارے لیے اور ہماری نجات کے لیے آسمان سے اُترا، روح القدس کا جسد اختیار کیا اور انسان بن گیا، وہ مریم کے شکم میں حمل ٹھہرا اور اس کے بطن سے پیدا ہوا، اس نے دکھ اٹھائے پیلاطس بادشاہ کے ایام حکومت میں اُسے سولی چڑھایا گیا، پھر دفن ہوا اور تیسرے روز مردوں میں سے جی اٹھا جیسا کہ انبیاء کی کتابوں میں لکھا ہے (کافر نے انبیاء پر جھوٹ باندھا خدا کی پناہ کہ کسی نبی نے ایسا محال عقیدہ بیان کیا ہو) پھر آسمان پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ کی داہنی جانب جا بیٹھا، اب وہ دوبارہ آنے کے لیے تیار ہے تاکہ مردوں اور زندوں کے درمیان فیصلہ کرے۔

ہم روح القدس پر ایمان رکھتے ہیں جو باپ اور بیٹے سے نکلا اور انبیاء اس سے کلام کرتے تھے، ہم تقطیس یعنی گناہوں کی معافی پر یقین رکھتے ہیں اور بدنوں کے اٹھائے جانے اور ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی پر ایمان رکھتے ہیں''۔

ان عقائد میں تناقض:

یہ سارا کلام باہم متناقض ہے، اس کے آغاز میں ہے کہ ہم ایک اللہ پر، جو باپ ہے ...

ایمان رکھتے ہیں، جو ہر چیز کا مالک اور صانع ہے'' پھر کہا ہم پروردگار مسیح پر ایمان لاتے ہیں جو برحق خدا ہے باپ کے جوہر سے'' پہلے حصے میں ہے کہ وہ ایک خدا ہے، معا بعد کہا کہ وہ پیدا ہوا باپ کے جوہر سے، یہ انتہائی کفری اور شرکی عقیدہ ہے اس میں شدید تناقض اور تضاد ہے اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کے ساتھ، کیونکہ وہ واحد احد ہے اس کا کوئی شریک نہیں نہ کوئی شبیہ ہے اور اس کی ذات اس کفری عقیدہ سے پاک اور منزہ ہے، ایک جگہ کہا اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے'' اور دوسری جگہ کہا ''مسیح ہر چیز کا خالق ہے، یہ دونوں عقیدے ایک دوسرے کی ضد ہیں، پھر کہا اللہ تعالیٰ ہر اس چیز کا خالق ہے جو نظر آتی ہے یا جو نظر نہیں آتی تو کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان میں شامل ہیں یا نہیں؟ کیونکہ یا تو وہ نظر آتے ہوں گے یا نظر نہیں آتے ہوں گے (دونوں صورتوں میں وہ مخلوق ہیں اور مخلوق خالق نہیں ہوسکتی)

اس عقیدہ کے آخر میں ہے ''مسیح ہر چیز کا خالق ہے اور غیر مصنوع ہے یہ سخت متناقض دعویٰ ہے جس کو اگر جانوروں کے سامنے بیان کیا جائے تو وہ بھی اس کا نکار کردیں، اللہ تعالیٰ ہمیں رسوائی اور شیطانی غلبہ سے محفوظ رکھے کیونکہ اس سے عیسائی کھلونا بن گئے ہیں اور جہنم کی طرف جارہے ہیں،

اس عقیدہ کی ایک شق یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سارے جہانوں سے پہلے پیدا کیا گیا اور آپ پہلی مخلوق ہیں، پھر بتایئے جو پہلی مخلوق ہو وہ خالق کیسے ہے؟ پھر بطن مریم میں حمل بن کر ٹھہرنا اور پیدا ہونا ایسا فعل ہے جس کے سبب تم نے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو ایک تماشا بنادیا جس سے شیطان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں،

ذرا اس خبیث قول پر غور کرو کہ ''مسیح برحق خدا ہے اپنے باپ کے جوہر سے'' پھر کہا کہ آپ آسمان سے اُتر کر بطن مریم میں مجسم ہوگئے''

یہ اس بات کا صریح دعویٰ ہے کہ آپ اس جوہر سے مجسم ہوئے جو آسمان میں تھا، اور وہ جوہر اتر کر بطن مریم میں جسد کی صورت اختیار کر گیا''

یہاں تجسد اجسام اور جوہر قابل تعجب نہیں بلکہ حیرانی تو اس ذات کے متعلق ہے جو نہ جوہر ہے اور نہ عرض، کیونکہ وہ جواہر واعراض سے پاک اور منزہ ہے پھر اس سے مسیح کی

تکوین کس طرح ممکن ہے؟ اور اس کے اجزاء کس طرح ہو سکتے ہیں کہ ایک خبر شکم مریم میں قرار پکڑ کر خون پیشاب سے مختلط ہو یہ ان کفار کی اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ کے بارے میں کیسی قبیح جسارت اور شنیع جرأت ہے اور اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا حلم ہے؟ یہ اس کی کمال مہربانی ہے کہ اس نے ہمیں اس فتنے سے بچالیا،

عیسائیوں کی امہات کتب میں ایسا مواد ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ایسے کفری عقائد کی تردید کرتا ہے

لوقا قصص الحوارین کے چوتھے باب میں لکھتے ہیں،

''اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں اور ان کی مخلوقات کو پیدا کیا، وہ آسمانوں اور زمین کا رب ہے وہ ان ہیکلوں میں نہیں رہتا جنہیں ہاتھوں نے مٹی سے لیپا اور وہ کسی چیز کا محتاج نہیں، اسی نے انسانوں کو ہیکل عطا کیے اور جانیں بخشیں اور وہ تمام چیزیں دیں جن سے ہماری زندگی کی بقاء وابستہ ہے''۔

لوقا کا یہ کلام تمام الہامی کتابوں اور انبیاء کی تعلیمات سے ہم آہنگ ہے، اس سے معلوم ہوا کہ عیسائیوں کے عقائد سراسر کفر، من گھڑت محال اور متناقض ہیں جو آسمانی کتابوں اور انبیائے کرام سے ماخوذ نہیں، اس سلسلہ میں انہوں نے باطل دعوؤں اور جھوٹی خواہشوں کی پیروی کی جوان کے لیے بدکار کافروں نے آراستہ کیں۔

ان عقائد پر جرح:

ان عقائد کے بارے میں جمہور عیسائیوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں، پھر جب یہ کسی کتاب یا پیغمبر کی طرف منسوب نہیں تو بتایئے کہ ان کو حق قرار دو گے یا باطل؟ اگر یہ کہو کہ بعض حق ہیں اور بعض باطل، تو اس سے مذہب عیسائیت کا بطلان ظاہر ہو گیا، کہ عیسائیوں نے باطل کو قبول کر کے کفر کا ارتکاب کیا اور اگر کہا جائے کہ یہ سب عقیدے حق ہیں تو جواب دیا جائے گا کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مخلوق ہونا اور مولود ہونا تسلیم کرتے ہیں اور یہ بھی مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے اور ہر نظر آنے والی اور نہ نظر آنے والی چیز اس کی مخلوق ہے'' اس کے بعد یہ عقیدہ رکھنا کہ ''مسیح الٰہ ہے اور ہر چیز کا

خالق ہے، قبیح تناقض اور شدید تضاد کا حامل ہے

عیسائیوں کا یہ دعویٰ کہ مسیح الٰہ ہے اور اپنے باپ کے جوہر سے ہے'' مماثلت اور برابری کا متقاضی ہے حالانکہ اللہ کی کوئی مثل نہیں، پھر کہے کہ کس چیز نے دونوں میں سے ایک کو باپ اور دوسرے کو بیٹا قرار دیا ایک کو ابوّت اور دوسرے کو بنوّت سے مختص کیا، اس کا الٹ نہیں کیا کہ العیاذ باللہ حضرت عیسیٰ کو باپ اور خدا کو بیٹا قرار دیتی، ہم اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں کہ ہمیں عیسائیوں کی حالت اور برے انجام سے محفوظ رکھے (آمین)

پانچواں باب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام الٰہ نہیں، رسول ہیں

ہم عیسائیوں کے کفری عقائد ونظریات نقل کر چکے اور بتا چکے کہ عیسائی دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام الٰہ ہیں ابن اللہ ہیں اور مخلوق کے خالق ہیں معاذ اللہ حالانکہ چاروں انجیلیں اس کی تردید کرتی ہیں مثلاً

انجیل سے تردید:

انجیل متی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نسب نامہ یوں درج ہے ''ابراہام سے اضحاق پیدا ہوئے اور اضحاق سے یعقوب پیدا ہوا، اور یعقوب سے یہوداہ اور اس کے بھائی پیدا ہوئے اور یہوداہ سے فارض اور زارح تمر سے پیدا ہوئے اور فارص سے حصرون پیدا ہوا اور حصرون سے رام پیدا ہوا اور رام سے عمیذاب پیدا ہوا اور عمیذاب سے نحسون پیدا ہوا اور نحسون سے سلمون پیدا ہوا اور سلمون سے بوعز راحب پیدا ہوا اور بوعز سے عوبید روت سے پیدا ہوا اور لیسیؔ سے داوٗد بادشاہ پیدا ہوا'' پھر داوٗد سے یکونیاہ تک چودہ پشتوں کا ذکر کیا اور یکونیاہ سے لے کر گرفتار ہوکر بابل جانے والوں کی چودہ پشتوں کا ذکر کیا جس کے آخر میں لکھا

> ''اور متان سے یعقوب پیدا ہوا اور یعقوب سے یوسف پیدا ہوا اور یہ اس مریم کا شوہر تھا جس سے یسوع پیدا ہوا جو مسیح کہلاتا ہے''

(متی باب اوّل آیت ایک تا سولہ)

یہ اس بات کا صاف اقرار ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور ان کا تعلق نسل انسانی سے ہے، آپ داوٗد علیہ السلام کی اولاد ہیں اور جس شخص کا نسل انسانی سے ہونا

ثابت ہو وہ بلاشبہ انسان ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ازلی اور قدیم ہے وہ کسی کا باپ نہیں، نہ کسی کا بیٹا، اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے اس کے سوا تمام مخلوق حادث ہے۔

متی ہی میں ہے:

ان رجلاً قال لمسیح یَا اَیُّهَا الْخَیْر قال عیسی لم سَمَّیْتَنِیْ خَیْرًا اِنَّ الْخَیْرَ هُوَ اللهُ تعالی	ایک شخص نے عیسیٰ علیہ السلام سے کہا اے سراپا نیکی! فرمایا تو نے مجھے نیکی (خیر) کیوں کہا؟ نیکی (خیر) تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

نوٹ انجیل کے موجودہ نسخوں میں ہے:

And, behold, one came and said unto him, Good master, what good thing shall I do, that I may have eternal life. And he said unto him why callest thou me good. there is none good but one, that is, God : but if thou wilt enter into life, keep the commandments.

اور دیکھو ایک شخص نے پاس آ کر کہا اے اوستاد! میں کونسی نیکی کروں، تا کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں؟ اس نے اس سے کہا کہ تم مجھ سے نیکی کی بات کیوں پوچھتا ہے؟ نیک تو ایک ہی ہے لیکن اگر تو زندگی؟ میں داخل ہونا چاہتا ہے تو حکموں پر عمل کر (۱۷-۱۶-۱۹)

اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ اناجیل کی عبارات میں کتنا اختلاف پایا جاتا ہے۔

محمد اعجاز جنجوعہ

یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے بارگاہ خداوندی میں انتہائی تواضع اور انکساری ہے اور اپنے پروردگار کے حضور غایت ادب ہے پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ نے الوہیت خداوندی" میں شریک ہونے کا دعویٰ کیا ہو؟

انجیل یوحنا میں ہے:

یسوع نے یہ باتیں کہیں اور اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھا کر کہا اے باپ! وہ گھڑی آ پہنچی، اپنے بیٹے کا جلال ظاہر کرتا کہ بیٹا تیرا جلال ظاہر کرے چنانچہ تو نے اسے ہر بشر پر اختیار دیا تا کہ جنہیں تو نے اُسے بخشا ہے ان سب کو وہ ہمیشہ کی زندگی دے اور

ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں،(۱۷:۱-۴)

یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے واضح اعتراف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا اور اللہ تعالیٰ نے اکیلا خالق ہے اس کے علاوہ مخلوق کا کوئی خالق نہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہی دعوت لے کر آئے اور سارے انبیاء و مرسلین کی یہی تعلیم ہے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب:

اگر عیسائی یہاں اعتراض کریں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اعتراف کیا کہ بھیجے ہوئے پیغمبر ہیں، تو دوسری اپنے خالق ازلی ہونے کا اظہار بھی کیا ہے۔

ہم اس اعتراض کے جواب میں کہتے ہیں کہ یہ دعویٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر افتراء اور بہتان ہے آپ اس من گھڑت الزام سے پاک اور بری ہیں تم اپنی بے بصری کے باعث اس تناقض کو دیکھ نہیں رہے جو ان دونوں صورتوں کے درمیان ظاہر ہے۔

کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک جگہ اپنی بشریت و بعثت کا ذکر کرتے ہیں تو دوسری جگہ اپنی خالقیت والوہیت کا اظہار کرتے ہیں، اس تناقض کا کیا جواز ہے؟ کیونکہ یہ محال ہے حقیقت یہ ہے کہ عیسائیت کے اولین کافروں کی اختراع ہے جسے بعد کے عیسائیوں نے من وعن قبول کرلیا حالانکہ یہ سخت کفر اور بدترین تناقض ہے۔

انجیل متی کے چوتھے باب میں ہے:

Again, the devil taketh him up unto an exceeding kigh mountain and sheweth him all the kingdoms of the wold, and the glory of them, and saith unto him, All these things will I give thee, if thou will fall down and worship me then saith Jesus unto him, Get thee thence, Satan, For it is wsithen thoo shalt worship the lord, they God and him only shalt thou serve. 4:8-10

''پھر ابلیس اُسے ایک بہت اونچے پہاڑ پر لے گیا اور دنیا کی سب سلطنتیں اور ان کی

شان وشوکت اسے دکھائی اور اس سے کہا اگر تو جھک کر مجھے سجدہ کرے تو یہ سب کچھ تجھے دے دوں گا یسوع نے اس سے کہا اے شیطان دور ہو کیونکہ لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر''

یہ اس بات کا صاف اظہار ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دعویٰ الوہیت سے بری ہیں اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام معاذ اللہ الٰہ ہوتے تو شیطان کو آپ سے اس طرح بات کرنے کی جرأت نہ ہوتی، آپ نے شیطان کو صاف جواب دیا کہ الٰہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور وہی عبادت کے لائق ہے یہ علی سبیل التنزل عیسائیوں کے خلاف دلیل ہے ورنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیائے کرام شیطان کی وسوسہ اندازیوں سے مطلقاً معصوم اور پاک ہیں، وہ ان کو غیر اللہ کے سامنے سجدہ کرنے کے صریح کفر کی دعوت اور ترغیب کیسے دے سکتا ہے؟ یہ عیسائیوں کی شان رسالت میں سخت گستاخی ہے اس سے اناجیل میں سخت اختلاف کا بھی پتہ چلتا ہے؟

یوحنا اپنی انجیل کے آخر میں لکھتے ہیں:

یسوع نے اس سے کہا، مجھے نہ چھو کیونکہ میں اب تک باپ کے پاس اوپر نہیں گیا لیکن میرے بھائیوں کے پاس جا کر ان سے کہہ کہ میں اپنے باپ اور تمہارے باپ اور اپنے خدا اور تمہارے خدا کے پاس جاتا ہوں (۲۰-۱۷-۴)

باپ کا لفظ اس زمانے کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے اعلیٰ افراد کیلئے استعمال ہوتا تھا ورنہ اس سے لازم آئے کہ اللہ تعالیٰ عیسائیوں کا بھی باپ ہو اور تمام عیسائی اس کے بیٹے ہوں مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی الوہیت کی نفی فرمائی اور کہا:

میں اپنے خدا اور تمہارے خدا کے پاس جاتا ہوں'' اس ارشاد سے شبہ الوہیت کی مطلقاً نفی ہو جاتی ہے۔

انجیل متی کے دسویں باب میں ہے:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے فرمایا: ''جو تم کو قبول کرتا ہے وہ مجھے قبول کرتا ہے اور جو مجھے قبول کرتا ہے وہ میرے بھیجنے والے کو قبول کرتا ہے۔ (۴۰-۱۰)

انجیل یوحنا میں ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

اَنَا مَاجِئْتُ لِاَعْمَلَ بِمَشِيَّتِىْ بَلْ بِمَشِيَّةِ الَّذِىْ اَرْسَلَنِىْ — میں اس لیے نہیں آیا کہ اپنی مرضی سے کام کروں بلکہ اس کی مرضی سے جس نے مجھے بھیجا،

موجود نسخوں میں یہ الفاظ اس طرح ہیں:

''میں اپنی مرضی نہیں بلکہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی چاہتا ہوں'' انجیل مرقس کے باب ۱۵ آیت ۳۴ میں ہے۔

''اور تیسرے پہر کو یسوع بڑی آواز سے چلایا کہ الوہی الوہی لما شبقتنی اے میرے خدا! اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟''

یہ بزعم نصاریٰ دنیا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آخری کلام تھا۔

خدا کی پناہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چھوڑ دیا ہو، اور یہودیوں کو کھل کھیلنے اور آپ کو سولی چڑھانے کا موقع دیا ہو، ہم نے اناجیل کی عبارات سے عیسائیوں پر حجت قائم کی ہے کیونکہ وہ ان اناجیل کی تصدیق کرتے ہیں جن میں تصریح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب کے وقت الوہی الوہی کہہ کر پکارا اور اعتراف کیا کہ الٰہ'' وہ ہے جس کو مشکلات میں پکارا جاتا ہے یوں اپنے دعویٰ الوہیت کی نفی کی، جس سے عیسائی عقیدے کا جھوٹ ہونا ثابت ہوتا ہے اور لازم آتا ہے کہ ان کے عقائد ان کی نجات کے ضامن نہیں، مگر یہ اندھے بہرے عقل سے کورے ہیں (کب تسلیم کریں گے؟)

انجیل لوقا کے آخر میں ہے:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام قبر میں داخل ہونے کے بعد باہر نکلے اور حواریوں میں آئے جو اس وقت بند دروازہ والے کمرے میں جمع تھے،

''یسوع آپ ان کے بیچ میں آ کھڑا ہوا اور ان سے کہا، تمہاری سلامتی ہو، مگر انہوں نے گھبرا کر اور خوف کھا کر یہ سمجھا کہ کسی روح کو دیکھتے ہیں، اس نے ان سے کہا تم کیوں گھبراتے ہو؟ اور کس واسطے تمہارے دل میں شک پیدا ہوتے ہیں؟ میرے ہاتھ اور میرے پاؤں دیکھو کہ میں ہی ہوں، مجھے چھو کر دیکھو کیونکہ روح کے گوشت اور ہڈی نہیں

ہوتی اور یہ کہہ کر اس نے انہیں اپنے ہاتھ اور پاؤں دکھائے، جب مارے خوشی کے ان کو یقین نہ آیا اور تعجب کرتے تھے تو اس نے ان سے کہا، کیا یہاں تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے، انہوں نے اُسے بھنی ہوئی مچھلی کا قتلہ دیا اُس نے لے کر ان کے روبرو کھایا۔

(۴۳-۳۶-۲۴)

ان کلمات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صاف اقرار کیا کہ آپ گوشت ہڈی اور مادہ حیوانیہ سے مرکب انسان ہیں آپ نے اپنی الوہیت کی نفی بھی فرمائی جیسا کہ اس سے پہلے متعدد حوالہ جات سے ثابت کیا جا چکا ہے،

عیسائیو! جہاں تک تمہاری اس کذب بیانی کا تعلق ہے، کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل ہو کر قبر میں دفن ہوئے پھر دفن کے تیسرے دن قبر سے باہر نکلے یہ سب تمہارے پہلے عیسائیوں کے اختلاف اور باطل دعووں کا شاخسانہ ہے جو سراسر کفر اور گمراہی ہے،

ہم نے یہاں عیسائیوں کے دعویٰ الوہیت و ابنیت کو انہیں کے حوالوں سے باطل ثابت کر دیا ہے اور بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی الٰہ'' نہیں،

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں صحیح عقیدہ:

جو شخص اس بات کا قائل ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پرورش اللہ تعالیٰ نے کی اور اس پرورش کی وجہ سے آپ کے جسم نے نشوونما پائی، تا آنکہ آپ جوان ہوئے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اور آپ کے سچے حواریوں کے حقیقی اور اصلی عقیدہ سے متفق ہے اور جس کا عقیدہ اس کے خلاف ہو وہ حق کا مخالف اور کفر صریح کا معتقد ہے نعوذ باللہ اس کے ساتھ ساتھ یہ عقلاء کے نزدیک انتہائی شنیع عمل بھی ہے، توجیہ اس کی یہ ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام گوشت پوست اور ہڈیوں کے انسان ہونے کے ساتھ ساتھ خالق ازلی بھی ہوں تو اس عقیدہ کی رُو سے اللہ تعالیٰ کا جز اور حصہ قرار پائیں گے یوں اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ کا کچھ حصہ حادث اور مخلوق ٹھہرے گا، اس لیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بہ نص انجیل اپنے انسان ہونے کا اقرار کیا اور یہ بات محتاج دلیل نہیں کہ گوشت اور خون ماکولات اور مشروبات کے پیدا ہوتا ہے اور یہ چیزیں

زمین کے اجزاء ہیں، تو ان کے قول کے مطابق اللہ تعالیٰ زمین کا جز ہوا، اور وہ جز اپنے نفس کا خالق ٹھہرا، کیونکہ زمین اور اس کے اجزاء اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہیں، یہ بدترین بہتان اور انتہائی محال بات ہے جسے عقل انسانی قطعاً قبول نہیں کر سکتی، پس جو آدمی ایسا عقیدہ رکھے وہ کافر ہے اور غضب الٰہی کا مستحق ہے، رسوائی اس کا مقدر ہے

اس عقیدہ سے ایک اور شنیع محال یہ لازم آتا ہے کہ اگر (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ دنیا کا جز ہو اور ساری دنیا کا خالق بھی تو جز کا وجود کل کے وجود کے بغیر متصور نہیں، اس طرح عیسائی عقیدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ معدوم، غیر موجود اور مجہول قرار پائے گا،

میرا خیال ہے کہ اس عقیدہ کا واضع زندیق تھا جس نے عیسائیوں سے مذاق کیا اور تعطیل کا راستہ ہموار کیا اور ان کے لیے کفر و ضلال کی مختلف صورتیں جمع کر دیں،

اس عقیدہ کے بطلان کے لیے ہم انجیل کا ایک اور حوالہ پیش کرتے ہیں کہ

''مسیح علیہ السلام نے ناخن کٹوائے، بال بنوائے اور آپ کا جسم طول و عرض میں پھیلا،

پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام خالق ازلی ہیں تو یہ اجزاء ناخن اور بال آپ کے بدن کے اجزاء تھے جو کل سے علیحدہ ہوئے اور بوسیدہ ہو کر فنا ہو گئے اس کا مطلب یہ ہوا کہ خالق ازلی کے کچھ اجزاء خراب ہو کر معدوم ہو چکے اور باقی وجود برقرار رہا اور جو وجود اس صفت سے متصف ہو وہ قابل تقسیم محدود اور محتاج ہے، وہ غنی نہیں اور جو غنی نہیں وہ خدا نہیں، جبکہ خالق ازلی غنی بالذات ہے، فقیر و محتاج نہیں، اور یہ بات عقلی اور نقلی براہین اور قطعی نصوص سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم نہیں، جوہر و عرض نہیں نہ اس کے لیے کل و جز ہے نہ اس کی ذات قدیم تقسیم ہو سکتی ہے وہ ہر نقص اور تغیر اور تبدل سے پاک ہے وہ غنی علی الا طلاق ہے اور تمام مخلوق اپنے اطوار و احوال میں اس کی محتاج ہے وہ اس طرح ہے جس طرح خود اس نے اپنی تعریف فرمائی

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ — اس جیسی کوئی چیز نہیں وہ سمیع اور بصیر ہے

عیسائیو! یہ مسیح علیہ السلام جن کو تم خالق ازلی سمجھتے ہو، کسی شہر یا کسی زمانے میں رہے ہیں کہ نہیں؟ اور اس حقیقت سے کوئی عیسائی انکار نہیں کر سکتا، کیونکہ لوقا اور متی میں صراحت کے ساتھ لکھا ہے

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت الحم میں پیدا ہوئے، یہ زمانہ ہیرودیس بادشاہ کا تھا اور آپ کو پلاطس کے دور حکومت میں صلیب پر چڑھایا گیا''

پس جو شخص کسی زمان و مکان میں ہو، ضروری ہے کہ زمانہ اس سے مقدم ہو اور مکان نے اس کا احاطہ کیا ہو اور جس شخص کی یہ حالت ہو وہ مخلوق ہے (خالق نہیں) اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ وہ مخلوق ہے تو عیسائیوں کا عقیدہ کہ مسیح الٰہ حق اور ابن اللہ ہے باطل ہے

یہ قطعاً ثابت ہے کہ زمانہ اشیائے مخلوقہ میں سے ہے اور زمانہ وجود مسیح سے پہلے تھا، پس کس طرح جائز ہے کہ ایک چیز اپنے خالق سے پہل موجود ہو اور جو مکان کا خالق ہے وہ مکان کے احاطے میں گھر جاتے یہ بدترین محال اور بہتان ہے

پھر جو شخص کسی زمانہ میں پیدا ہو اور مکان نے اس کا احاطہ کر رکھا ہو وہ جاندار ابن جاندار ہے اور مسیح علیہ السلام اس کی اعلیٰ نوع سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ آپ انسان ہیں،

میں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق و امداد سے جو کچھ واضح کیا اس میں عیسائی مذہب کا فساد اور ان کے عقائد کا صریح بطلان ہے یہی وجوہات تھیں جن کی بناء پر میں نے عیسائی مذہب کو خیر باد کہا اور مذہب حق قبول کیا اللہ تعالیٰ سے کمال نیکی اور توفیق رفیق کی التجاء ہے وہ بہترین حامی اور کارساز ہے اور اس کے بغیر کوئی صاحبِ طاقت نہیں۔

چھٹا باب

مؤلفین اناجیل کا باہمی تضاد واختلاف اور کذب بیانی

اناجیل کے چاروں مؤلفین کا بکثرت معاملات میں سخت تضاد اور اختلاف ہے اور یہ ان کے جھوٹا ہونے کی زبردست دلیل ہے اگر وہ حق پر ہوتے تو ان کے کسی عقیدہ میں اختلاف نہ ہوتا، اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب قرآن حکیم کی حقانیت پر حجت قائم کرتے ہوئے فرمایا

لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا

اگر قرآن حکیم غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو (منکرین) اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اختلاف کو کذب کی دلیل ٹھہرایا کیونکہ جو کلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اس کے الفاظ ومعانی میں اختلاف واضطراب نہیں ہوتا اور جو گھڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جائے اس میں اختلاف واضطراب ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ گھڑنے والوں کو رسوا کرتا ہے تاکہ خبیث اور طیب کلام میں پہچان ہو سکے،

---

[1] شیخ حاجی عبداللہ بن حاجی دستان مصطفیٰ اپنی کتاب میں جو انہوں نے استانبول میں ۱۲۷۶ھ میں تحریر کی، لکھتے ہیں،

''اگر دریافت کیا جائے کہ اصلی انجیل کہاں ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ضائع ہوگئی، معدوم ہو چکی، اگر ضائع نہ ہوتی تو عیسائیوں یا مسلمانوں کے پاس موجود ہوتی، جبکہ یہ دونوں گروہوں کے پاس نہیں ہے اگر پوچھا جائے کہ کس طرح گم ہوئی؟ تو ہم کہیں گے کہ احتمال ہے کہ جب یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کے لیے ہجوم کر آئے تو اس وقت انہوں نے چھین کر پھاڑ دی ہو یا جلا دی ہو چونکہ تازہ تازہ اتری تھی

(بقیہ حاشیہ) اس لیے دنیا میں پھیل نہ سکی ادھر حواریوں کی تعداد بھی تھوڑی تھی اور وہ لکھنے پڑھنے سے نابلد بھی تھے، اس لیے انجیل کا دوسرا نسخہ ضبط تحریر میں نہ آسکا دوسرا احتمال یہ بھی ہے کہ اس وقت تک مدون نہ ہوئی ہو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہی اٹھ گئی ہو،

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ عیسائیوں کے پاس کوئی کتاب نہ ہو پھر ان کو اہل کتاب کیوں کہا جاتا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ان کا اہل کتاب ہونا اس اعتبار سے نہیں کہ ان کے پاس اصلی انجیل ہے کیونکہ کتاب کا اطلاق صرف الہامی کتاب کے ساتھ مختص نہیں، بلکہ یہ الہامی اور غیر الہامی کتابوں کو شامل ہے، جیسا کہ شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر روح البیان میں سورۃ آل عمران کی آیت قل یا اھل الکتاب کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ اہل کتاب سے مراد یہود ونصاریٰ ہیں'' اور ان کا یہ نام رکھنے کی وجہ سے نہیں کہ یہ نام صرف الہامی کتابوں کے ساتھ مختص ہے بلکہ کتاب کا اطلاق غیر الہامی کتابوں پر بھی آتا ہے۔ انتہی

ان کے اس نام کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ الہامی کتابوں پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں بخلاف مشرکین کے کہ وہ سب الہامی کتابوں کا انکار کرتے ہیں شیخ عبداللہ آگے چل کر لکھتے ہیں،

تواریخ کنائس میں مذکور ہے کہ عیسائیوں کی دوسری اور تیسری نسل کے درمیان ان کتابوں کے انتساب پر اختلاف ہوا، کچھ لوگ ان کو حواریوں کی طرف منسوب کرتے تھے اور کچھ اس کا انکار کرتے تھے، کیونکہ اس زمانے میں حواریوں کے نام سے چالیس سے زیادہ اناجیل وجود میں آچکی تھیں اور ہر ایک کو انجیل کا نام دیا جاتا تھا، بعدازاں ان سے چار کا انتخاب کیا گیا اور باقی کو چھوڑ دیا گیا، بلکہ جلا دیا گیا،

پھر جس طرح ان کے انتساب میں اختلاف ہے اسی طرح ان کی تحریر کی زبان میں اختلاف ہے، ہر گروہ الگ دعویٰ کرتا ہے، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یونانی زبان میں تصنیف ہوئیں کچھ عبرانی زبان کے قائل ہیں اور بعض سریانی کا دعویٰ کرتے ہیں، ایک گروہ کا کہنا ہے کہ عبرانی اور سریانی کے ملے جلے الفاظ تھے پھر یہ تماشا بھی قابل توجہ ہے کہ ہر کتاب روایات میں دوسری کتاب کی تکذیب کرتی ہے اور یہ بات اہل تحقیق پر پوشیدہ نہیں، یہ حقائق اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ ان میں سے کوئی کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے منزل نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام تناقض اور تخالف سے پاک اور منزہ ہے،

موجودہ اناجیل میں کذب بیانی کی مثالیں

پہلی مثال

یوحنا میں ہے کہ جس رات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہودیوں کے ہاتھوں گرفتاری ہونے والی تھی، آپ نے اپنے حواریوں سے فرمایا

''میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم میں سے ایک شخص مجھے پکڑوائے گا، شاگرد شبہ کر کے، کہ وہ کس کی نسبت کہتا ہے، ایک دوسرے کو دیکھنے لگے، اس کے شاگردوں میں سے ایک شخص جس سے یسوع محبت رکھتا تھا، یسوع کے سینہ کی طرف جھکا ہوا کھانا کھانے بیٹھا تھا، پس شمعون پطرس نے اس سے اشارہ کر کے کہا کہ بتا تو وہ کس کی نسبت کہتا ہے، اس نے اُسی طرح یسوع کی چھاتی کا سہارا لے کر کہا کہ اے خداوند! وہ کون ہے، یسوع نے جواب دیا کہ جسے میں نوالہ ڈبو کر دے دوں گا وہی ہے، پھر اس نے نوالہ ڈبویا اور لے کر شمعون اسکریوتی کے بیٹے یہوداہ کو دے دیا،

پھر اسی شخص نے خیانت کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مخبری کی (۳۰-۲۲-۱۳)

انجیل مرقس میں ہے:

''یسوع نے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم میں سے ایک جو میرے ساتھ کھاتا ہے، مجھے پکڑوائے گا، وہ دلگیر ہوئے اور ایک ایک کر کے اس سے کہنے لگے کیا میں ہوں؟ اس نے ان سے کہا کہ وہ بارہ میں سے ایک ہے جو میرے ساتھ طباق میں ہاتھ ڈالتا ہے۔(۲۱-۱۹-۱۴)

انجیل متی میں ہے:

''جب وہ کھا رہے تھے تو اس نے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم میں سے

ایک مجھے پکڑوائے گا وہ بہت ہی دلگیر ہوئے اور ہر ایک اس سے کہنے لگا،
اے خداوند! کیا میں ہوں؟ اس نے جواب میں کہا، جس نے میرے ساتھ
طباق میں ہاتھ ڈالا وہی پکڑوائے گا، (۲۳-۲۲-۲۶)

لوقا کے الفاظ ہیں:

مگر دیکھو! میرے پکڑوانے والے کا ہاتھ میرے ساتھ میز پر ہے، (۲۱-۲۲)

اس میں صاف اختلاف ہے کہ یہ قول ایک ہی مجلس اور ایک ہی وقت کا ہے مگر مؤلفین نے الگ الگ انداز میں بیان کیا، صرف متی نے یہوداہ سکریوتی کا کا تخصیص کے ساتھ نام لیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تعیین کے ساتھ تر نوالہ اس کو عطا کیا اور معاملہ کھول دیا جبکہ دیگر حواریوں نے اس کو مبہم رکھا، جو کہ تناقض کی دلیل ہے۔

دوسری مثال

انجیل متیٰ میں ہے:

''اور جب وہ یریحو سے نکل رہے تھے، ایک بڑی بھیڑ اس کے پیچھے ہو لی، اور دیکھو دو اندھوں نے جو راہ کے کنارے بیٹھے تھے یہ سن کر کہ یسوع جا رہا ہے چلا کر کہا اے خداوند! ابن داؤد ہم پر رحم کر، لوگوں نے انہیں ڈانٹا کہ چپ رہیں لیکن وہ اور بھی چلا کر کہنے لگا، اے خداوند! اے ابن داؤد! ہم پر رحم کر یسوع نے کھڑے ہو کر انہیں بلایا اور کہا تم کیا چاہتے ہو کہ میں تمہارے لیے کروں، انہوں نے اس سے کہا اے خداوند! یہ کہ ہماری آنکھیں کھل جائیں، یسوع کو ترس آیا اور اس نے اُن کی آنکھوں کو چھوا اور وہ فوراً بینا ہو گئے اور اس کے پیچھے ہو لیے، (۳۰-۳۴-۲۰)

یہ واقعہ مرقس میں کچھ اس طرح آیا ہے:

''اور وہ یریحو میں آئے اور جب وہ اور اس کے شاگرد اور ایک بڑی بھیڑ یریحو سے نکلتی تھی تو تمائی کا بیٹا برتمائی اندھا فقیر راہ کے کنارے بیٹھا ہوا تھا اور سن کر کہ یسوع ناصری ہے، چلا چلا کر کہنے لگا، اے ابن داؤد! اے یسوع مجھ پر

رحم کر اور بہتوں نے اسے ڈانٹا کہ چپ رہے مگر وہ اور بھی زیادہ چلایا کہ اے ابن داؤد! مجھ پر رحم کر، یسوع نے کھڑے ہو کر کہا اسے بلاؤ' پس انہوں نے اس اندھے کو یہ کہہ کر بلایا کہ خاطر جمع رکھ، اٹھ وہ تجھے بلاتا ہے وہ اپنا کپڑا پھینک کر اُچھل پڑا اور یسوع کے پاس آیا یسوع نے اس سے کہا تو کیا چاہتا ہے کہ میں تیرے لیے کروں اندھے نے اس سے کہا اے ربونی! یہ کہ میں بینا ہو جاؤں، یسوع نے اس سے کہا، جا، تیرے ایمان نے تجھے اچھا کر دیا، وہ فی الفور بینا ہو گیا اور راہ میں اس کے پیچھے ہو لیا۔

(۱۰-۴۶-۵۲)

انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اریحا (ریحو) سے صرف ایک بار گزرے، مذکورہ بالا روایت میں یا تو متی کی کذب بیانی ہے کہ وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دو اندھے ملے یا پھر مرقس کی جس نے ایک اندھے کا ذکر کیا، کیونکہ واقعہ ایک ہے، نیز مرقس کے بیان کے مطابق اندھے نے اسے ابن داؤد کہہ کر پکارا، اور آپ کو نسل انسانی کی طرف منسوب کر کے خطاب کیا، جس سے عیسائیوں کے عقائد کی تکذیب ہوتی ہے کیونکہ اندھے نے اے الٰہ'' اے ابن اللہ کہہ کر نہیں پکارا حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف نسبت کرنے کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا شجرۂ نسب حضرت داؤد علیہ السلام سے ملتا ہے۔

تیسری مثال:

انجیل متی کے باب ۲۷ میں ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا تو اس وقت آپ کے ساتھ دو ڈاکو بھی دار پر کھینچے گئے اور وہ دونوں آپ کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔

ملخص از ۳۹ تا ۴۴

لوقا کے باب ۲۳ میں ہے:

اور وہ دو اور آدمیوں کو بھی جو بدکار تھے، لیے جاتے تھے کہ اس کے ساتھ قتل

کیے جائیں۔

جب وہ اُس جگہ پہنچے جسے کھوپڑی کہتے ہیں تو وہاں اُسے مصلوب کیا اور بدکاروں کو بھی ایک کو دہنی اور دوسرے کو بائیں طرف“

اسی سلسلہ کلام میں آگے ہے:

”پھر جو بدکار صلیب پر لٹکائے گئے تھے اُن میں سے ایک اُسے یوں طعنہ دینے لگا کہ کیا تو مسیح نہیں؟ تو اپنے آپ کو اور ہم کو بچا مگر دوسرے نے اُسے جھڑک کر جواب دیا کہ کیا تو خدا سے بھی نہیں ڈرتا، حالانکہ اُسی سزا میں گرفتار ہے؟ اور ہمارا سزا تو واجبی ہے کیونکہ اپنے کاموں کا بدلہ پا رہے ہیں لیکن اس نے کوئی بے جا کام نہیں کیا، پھر اس نے کہا اے یسوع! جب تو اپنی بادشاہی میں آئے تو مجھے یاد کرنا، اس نے اس سے کہا، میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ آج ہی تو میرے ساتھ فردوس میں ہوگا۔ (۴۴-۳۴-۲۳)

ان دونوں عبارات میں واضح تضاد ہے، متی دونوں ڈاکوؤں کے لیے جہنم کی آگ واجب ٹھہرا رہا ہے کیونکہ ان دونوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لعن طعن کیا، جبکہ لوقا ایک کو جنتی قرار دے رہا ہے یہ قضیہ صلیب کے اس اصل واقعہ میں کذب بیانی ہے یوحنا جو واقعہ کا چشم دید گواہ ہے اس نے دونوں ڈاکوؤں کے صلیب پر چڑھانے کا ذکر کیا مگر یہ نہیں لکھا کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی کی، یہ اناجیل اختلاف و تضاد کی صریح مثال ہے۔

چوتھی مثال:

انجیل متی میں ہے:

”اور جب وہ یروشلم کے نزدیک پہنچے اور زیتون کے پہاڑ پر بیت فگے کے پاس آئے تو یسوع نے دو شاگردوں کو یہ کہہ کر بھیجا کہ اپنے سامنے کے گاؤں میں جاؤ، وہاں پہنچتے ہی ایک گدھی بندھی ہوئی اور اس کے ساتھ بچہ پاؤ گے، انہیں کھول کر میرے پاس لے آؤ، اور اگر کوئی تم سے کچھ کہے تو کہنا کہ خداوند کو اِن کی ضرورت ہے، وہ فی الفور انہیں

بھیج دے گا، یہ اس لیے ہوا کہ جو نبی کی معرفت کہا گیا تھا وہ پورا ہو،
پس شاگردوں نے .... ویسا ہی کیا اور گدھی اور بچے کو لا
کر اپنے کپڑے ان پر ڈالے اور وہ ان پر بیٹھ گیا (۵-۱-۲۱)

اب انجیل مرقس کے الفاظ ملاحظہ کیجیے:

''اس نے اپنے شاگردوں میں سے دو کو بھیجا اور اُن سے کہا کہ اپنے سامنے کے گاؤں میں جاؤ، اور اس میں داخل ہوتے ہی ایک گدھی کا بچہ بندھا ہوا تمہیں ملے گا جس پر کوئی آدمی اب تک سوار نہیں ہوا، اُسے کھول لاؤ۔

(۳-۱-۱۱)

یوحنا کے کلمات میں مرقس کی تائید ہے کہ

''جب یسوع کو گدھے کا بچہ ملا تو اس پر سوار ہوا۔ (۱۴-۱۲)

دیکھیے اس سلسلہ کلام میں کتنا تضاد اور جھوٹ ہے، کوئی کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام گدھی پر سوار ہوئے اور کوئی کہتا ہے کہ گدھی کے بچے پر سوار ہوئے ایک اور بات قابل توجہ ہے کہ چھوٹی عمر کے بچے پر آدمی کس طرح سواری کر سکتا ہے؟

پانچویں مثال:

متی کے باب ۲۰ میں ہے:

''اس وقت زبدی کے بیٹوں کی ماں مریم نے اپنے بیٹوں کے ساتھ اس کے سامنے سجدہ کیا اور اس سے کچھ عرض کرنے لگی، اس نے اس سے کہا، کہ تو کیا چاہتی ہے، اس نے اس سے کہا کہ یہ میرے دونوں بیٹے تیری بادشاہی میں تیری داہنی اور بائیں طرف بیٹھیں۔ (۲۲-۲۱-۲۰)

مرقس میں یہی واقعہ اس طرح ہے

''سب زبدی کے بیٹوں یعقوب اور یوحنا نے اس کے پاس آ کر اُس سے کہا اے اوستاد! ہم چاہتے ہیں کہ جس بات کی ہم تجھ سے درخواست کریں تو ہمارے لیے کرے، اس نے ان سے کہا، تم کیا چاہتے ہو کہ میں تمہارے لیے

کروں، انہوں نے اس سے کہا، ہمارے لیے یہ کر کہ تیرے جلال میں ہم
سے ایک تیری داہنی اور ایک بائیں طرف بیٹھے۔(۳۷-۳۶-۱۰)

لوقا اور یوحنا نے اس واقعے کا ذکر نہیں کیا حالانکہ یوحنا ہمیشہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہا، اور رفع آسمانی تک کبھی آپ سے جدا نہیں ہوا، غور کیجئے، یہ کتنا بڑا اختلاف ہے، دو مؤلف اس کا مطلقاً ذکر نہیں کرتے جبکہ متی کا بیان ہے کہ ماں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا جبکہ انجیل مرقس میں ہے کہ یہ مطالبہ بیٹوں نے کیا۔

چھٹی مثال:

انجیل متی میں ہے:

''اُس وقت یوحنا کے شاگردوں نے اس کے پاس آ کر کہا، کیا سبب ہے کہ
ہم اور فریسی تو اکثر روزہ رکھتے ہیں اور تیرے شاگرد روزہ نہیں رکھتے؟

(۱۵-۹)

اور انجیل مرقس میں ہے:

''اور یوحنا کے شاگرد اور فریسی روزہ سے تھے انہوں نے آ کر اس سے کہا یوحنا
کے شاگرد اور فریسیوں کے شاگرد تو روزہ رکھتے ہیں لیکن تیرے شاگرد کیوں
روزہ نہیں رکھتے؟

مصنف کے پیش نظر جو انجیل تھی اس کے الفاظ یہ ہیں:

ان تلامیذ یحیا قالو المسیح لای شیء نصوم نحن ویصوم الفریزیون و تلامزك لایصومون	یحیٰ (یوحنا) کے شاگردوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا فریسی اور ہم روزے کیوں رکھیں؟ جبکہ آپ کے شاگرد روزے نہیں رکھتے

انجیل مرقس کے دوسرے باب میں ہے:

ان الکتاب و الفریزیون قالو المسیح لاتی شیء یصوم تلامیز یحیا وتلامیزك یا کلون ویشربون٥	کتاب اور فریسوں نے مسیحؑ سے کہا یوحنا کے شاگرد دو کیوں روزے رکھیں جبکہ آپ کے شاگرد کھاتے پیتے ہیں؟

پہلی روایت میں سوال کرنے والے یوحنا کے شاگرد ہیں جبکہ دوسری روایت میں سوال کرنے والے کتاب اور فریسی ہیں، (یہ صریح تضاد ہے)

ساتویں مثال:

متی اپنے انجیل کے تیسرے باب میں کہتے ہیں

''یوحنا اُونٹ کے بالوں کی پوشاک پہنے اور چمڑے کا پٹکا اپنی کمر سے باندھے رہتا تھا اور اس کی خوراک ٹڈیاں اور جنگلی شہد تھا''

اور اسی انجیل کے گیارہویں باب میں اس کے خلاف لکھا، کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہود سے فرمایا:

''یوحنا نہ کھاتا آیا نہ پیتا اور وہ کہتے ہیں کہ اس میں بدروح ہے، ابن آدم کھاتا پیتا آیا''

یہ متی کے کلام میں صریح تضاد ہے ایک نص میں ہے کہ یحییٰ (یوحنا) علیہ السلام کھاتے پیتے نہ تھے، جبکہ دوسری نص میں ثابت کیا کہ ٹڈیاں اور شہد کھاتے تھے، یہاں عیسائی اپنے خلاف صریح نص کو بھول گئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے آپ کو کھانے پینے والا انسان قرار دیا، یہ آپ کی طرف کھلا اعتراف ہے کہ آپ انسان ابن انسان ہیں، جو اپنے جسم کی بقاء میں کھانے پینے کے محتاج ہیں، یہاں آپ عیسائیوں کے دعویٰ الوہیت کی تکذیب بھی فرما رہے ہیں، کیونکہ اللہ رب اللعالمین ان کے کفر و اختلاف اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے متعلق کافرانہ عقائد سے پاک اور منزہ ہے

انجیل یوحنا کے پانچویں باب میں ہے:

''اور باپ جس نے مجھے بھیجا ہے اسی نے میری گواہی دی ہے تم نے نہ کبھی اس کی آواز سنی ہے اور نہ اس کی صورت دیکھی'' ۳۷

یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ارشاد کے بہت قریب ہے جبکہ متی نے لفظاً اور معناً دونوں طرح سے اس ارشاد کی مخالفت کر کے کفر صریح کا ارتکاب کیا،

انجیل متی کے سترہویں باب میں ہے:

مسیح علیہ السلام طابور پہاڑ پر چڑھے پطرس، یعقوب اور یوحنا آپ کے ہمراہ تھے، جب پہاڑ پر پڑاؤ کیا تو اچانک مسیح کا چہرہ چمک کر سورج کی مانند ہوگیا، اور منظر ایسا تھا کہ وہ آپ کی طرف دیکھ نہ سکتے تھے، انہوں نے آسمان سے باپ کی آواز سنی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جیسے میں نے اپنے لیے چن لیا تم اس کی سنو اور اس پر ایمان لاؤ۔"

مرقس انجیل کے نویں باب میں اسی طرح ہے مگر یوحنا اپنا انجیل کے چودھویں باب میں کہتے ہیں:

مسیح علیہ السلام نے حواریوں سے فرمایا کیا تم نے میرے باپ کو دیکھا؟ تو فلپس نے کہا، جناب ہم باپ کو کس طرح دیکھیں؟ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں اتنی مدت سے تمہارے ساتھ ہوں کیا تو مجھے نہیں جانتا؟ جس نے مجھے دیکھا اس نے باپ کو دیکھا"

یہ صاف اختلاف اور صریح کفر ہے، یوحنا کی عبارت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا، جو آپ کی نبوت و رسالت کب زبردست دلیل ہے پھر کیا تم نے نہ کبھی اس کی آواز سنی ہے اور نہ اس کی صورت دیکھی' جبکہ یوحنا ہی بزبان حضرت عیسیٰ کہلاتا ہے تم نے میرے رب کو دیکھا اور پہچانا جس نے مجھے دیکھا اس نے باپ کو دیکھا،

یونہی متی کے قصہ میں ہے کوہ طابور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تین ساتھیوں نے اللہ تعالیٰ کا کلام سنا، اور وہ فرما رہا تھا یہ (عیسیٰ) میرا پیارا بیٹا ہے میں نے اپنے لیے چن لیا، حاشاللہ کہ مخلوق اس کا کلام سن سکے اس کی ذات مقدسہ بیوی بچوں سے پاک ہے پھر وہ کس طرح گواہی دے سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کا بیٹا ہے؟ یہ عیسائیوں کا بہتان ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے متعلق سخت کذب بیانی، جھوٹ کے اس پلندے سے ان کا مقصد یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کی الوہیت و ابنیت کے بے بنیاد عقیدے کو

رواج دیں مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی عظیم قدرت اور باہر حکمت سے ان کو الفاظ و عبارات کے شدید تناقض میں ڈال کر ان کی رسوائی کا سامان پیدا فرما دیا، مگر وہ اس حقیقت کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔

ساتواں باب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب جھوٹ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام عیسائیوں کے تمام اقوال وعقائد سے قطعاً مبرا اور پاک ہیں، انجیل لوقا میں ہے کہ

جھوٹ کی پہلی مثال:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے فرمایا بے شک شیطان تمہارے یقین میں بگاڑ پیدا کرنا چاہتا ہے پھر پطرس سے کہا میں اپنے باپ سے دعا کرتا ہوں کہ شیطان کو تمہارا ایمان بگاڑنے کا موقع نہ ملے“

پھر تھوڑی دن گزرے کہ پطرس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کفر کیا اور آپ کے دین سے پھر گیا، حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خبر دی تھی کہ شیطان کو اس کا ایمان بگاڑنے کا موقع نہیں ملے گا، مگر ہوا یہ کہ آپ کے شاگردوں میں سے سوائے پطرس کے کسی نے کفر نہیں کیا،

ان مخذولین کے تناقض کو دیکھئے کہ وہ اس شخص سے نقل کرتے ہیں جس کے متعلق ان کا عقیدہ ہے کہ وہ معصوم نبی ہے، ساتھ ہی الٰہ“ اور ابن اللہ بھی ہے حاشاللہ کہ وہ ایسے شخص کے متعلق خبر دے جو اس کے شاگردوں میں سے ہے اور اس کے لیے دعا کرے کہ شیطان اس کے ایمان کو بگاڑنے پر قدرت نہ پائے پھر۔ اسی شخص کے متعلق کہیں کہ اس دعا کی تخصیص کے باوجود اس نے کفر وارتداد کیا، اور شیطان نے تمام شاگردوں کو چھوڑ کر اس کے دین وایمان کو غارت کر دیا کیا کوئی اس تناقض سے بے خبر رہ سکتا ہے اور انبیائے کرام پر جھوٹا ہونے اور ان کی پیش گوئیوں میں وقوع خلف کو جائز رکھ کر کفر کا ارتکاب کرتا ہے یہ

سب عیسائیوں کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اکاذیب (جھوٹ) ہیں، اللہ رب العزت کی قسم حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان گمراہ کن باتوں میں سے قطعاً کچھ نہیں فرمایا۔

دوسری مثال:

یوحنا اپنی انجیل کے پانچویں باب میں لکھتے ہیں

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہودیوں سے فرمایا، میں تم نے سچ کہتا ہوں بے شک بیٹا وہی کام کرتا ہے جو اپنے باپ کو کرتے ہوئے دیکھتا ہے''

اور یہ قطعاً معلوم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھاتے پیتے تھے اور انہوں نے کبھی خدا کو کھاتے پیتے نہیں دیکھا کیونکہ خدا کھانے پینے سے پاک ہے وہ بے نیاز ہے اور اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں،

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باقی تینوں حواریوں نے کبھی اس کا دعویٰ نہیں کیا،

تیسری مثال:

یوحنا انجیل کے سترہویں باب میں رقم طراز ہیں:

کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے موت سے پہلے فریاد کی (حاشا اللہ) اور عرض کیا اے میرے معبود! تو نے ہمیشہ میری دعا قبول کی میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے شاگردوں کو دنیا اور آخرت میں ہر چیز سے محفوظ رکھ،

جبکہ یہ بات تمام عیسائی علماء کی متواتر روایت سے معلوم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اکثر شاگرد تہہ تیغ ہوئے، بعض سولی پر چڑھائے گئے بعض کی کھالیں ادھیڑ دی گئیں اور ان کو طرح طرح عذاب دیا گیا

حاشا اللہ کہ اللہ تعالیٰ کا رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے اپنے شاگردوں کی نجات اور بچاؤ کی درخواست کرے پھر وہ اس قسم کے عذاب میں مبتلا ہوں اور انہیں قبیح موتوں کا سامنا کرنا پڑے،

نوٹ: موجودہ نسخ میں ہے

''میرا باپ اب تک کام کرتا ہے اور میں بھی کام کرتا ہوں'' (۱۷-۵)

یہ یوحنا کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر دروغ بافی ہے مزید برآں تینوں انجیل کے مؤلفین نے ایسا نقل نہیں کیا

چوتھی مثال:

انجیل یوحنا کے پندرویں باب میں ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

''اگر میں وہ معجزات نہ لاتا جو مجھ سے پہلے کوئی نہ لایا تو میرے ساتھ ایمان نہ لاکر وہ گناہ گار نہ ہوتے۔ (۱۵-۲۴)

(یہ روایت انجیل کے موجودہ ترجمہ میں اس طرح ہے

''اگر میں ان میں وہ کام نہ کرتا جو کسی دوسرے نے نہیں کیے تو وہ گناہ گار نہ ٹھہرتے'' ازمترجم)

حاشاللہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسا دعویٰ کریں حالانکہ وہ بدیہی طور پر جانتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کثیر تعداد میں بڑے معجزات لائے اسی طرح حضرت یسع علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے ایسے معجزات لائے، دونوں نے مردے زندہ کیے، یسع علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح جذامیوں کو اچھا کیا، پھر عیسائی کس طرح دعویٰ کر سکتے ہیں؟ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہ معجزات لائے جو دوسرا کوئی نبی نہ لایا، یوحنا نے اس دعویٰ میں جھوٹ بولا جبکہ دیگر تینوں مؤلفین اناجیل نے اس معاملہ میں کوئی روایت نقل نہیں کی،

پانچویں مثال:

مرقس نے انجیل میں نقل کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا

''جس نے میری خاطر گھر، باغ یا کچھ اور چھوڑا تو دنیا میں اس کے بدلے سو گنا پائے گا اور آخرت میں اس کے لیے جنت ہوگی'' (۱۰-۲۹)

متی نے لکھا کہ

''وہ سو گنا پائے گا اور اس کے لیے جنت ہوگا'' اس روایت میں دُنیا کا ذکر نہیں آیا،

لوقا کی انجیل میں ہے

میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ایسا کوئی نہیں جس نے گھر یا بیوی یا بھائیوں یا ماں یا باپ یا بچوں کو خدا کی بادشاہی کی خاطر چھوڑ دیا ہو اور اس زمانہ میں کئی گنا زیادہ نہ پائے اور آنے والے عالم میں ہمیشہ کی زندگی،

یوحنا نے جو کچھ بیان کیا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے منسوب صریح جھوٹ ہے، کیونکہ ایک بڑی مخلوق نے گھر بار چھوڑے اور تجارتیں تج دیں مگر دنیا میں کبھی اس کا سو گنا حاصل نہیں کیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نہیں فرمایا بلکہ اناجیل کے مؤلفین نے ان پر جھوٹ باندھا،

چھٹی مثال:

متی نے انجیل کے انیسویں باب میں نقل کیا کہ فریسیوں نے مسیح سے کہا، کیا انسان کے لیے جائز ہے کہ معمولی بات پر عورت کو طلاق دے؟ فرمایا کیا تم نے تورات میں نہیں پڑھا کہ جس نے ان کو مرد اور عورت پیدا کیا اس نے فرمایا:

''اس سبب سے مرد باپ سے اور ماں سے جدا ہو کر اپنی بیوی کے ساتھ رہے گا اور وہ دونوں ایک جسم ہوں گے'' (۵-۱۹)

یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تورات پر جھوٹ ہے اللہ تعالیٰ نے ایسا ارشاد نہیں فرمایا البتہ بعض نبوی کتب میں اس کی حکایت کی آدم علیہ السلام سے کی گئی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی پسلی سے حوا کو پیدا فرمایا اور آدم علیہ السلام نے اٹھ کر دیکھا تو کہا اس سبب سے مرد باپ سے اور ماں سے جدا ہو کر اپنی بیوی کے ساتھ رہے گا اور وہ ایک جسم ہوں گے،

ایسا ہرگز نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کو تورات کی طرف منسوب کیا ہو حالانکہ آپ تورات اور انجیل کے حافظ تھے اور وہی کہتے تھے جو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا تھا، متی نے اس نقل میں کذب بیانی سے کام لیا، دیگر تینوں مؤلفین نے اس کا ذکر نہیں کیا،

ساتویں مثال:

انجیل یوحنا کے تیسرے باب میں ہے

''اور آسمان پر کوئی نہیں چڑھا سوا اُس کے جو آسمان سے اُترا'' (۱۴-۲)

یہ باطل ہے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب جھوٹ، کیونکہ تورات میں ہے کہ ادریس اور الیاس (علیہما السلام) آسمان پر چڑھے پھر زمین پر نہیں اُترے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات آسمان پر تشریف لے گئے حالانکہ آپ آسمان سے نہیں اترے تھے، اس سے یوحنا کا جھوٹ واضح ہوا،

اگر عیسائی اعتراض کریں کہ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا اس سے مراد روحیں ہیں، (جو آسمان پر چڑھیں) تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تورات اور انجیل کے مخالف ہے کیوں ان دونوں میں ہے کہ جو انبیاء آسمان پر تشریف لے گئے وہ جسم و روح کے ساتھ گئے، جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روح مع الجسد آسمان پر گئے اگر وہ کہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ان سے مراد وہ روحیں ہیں جو مرنے کے بعد اجسام سے الگ ہو کر فرشتوں کے توسط سے آسمان پر جاتی ہیں، تو ہمارا جواب یہ ہے کہ یہ احتمال دلیل سے ساقط ہے کیونکہ الفاظ میں حقیقت اور عموم کارفرما ہوتا ہے یہاں تک کہ ان دونوں کے خلاف کوئی چیز ثابت ہو جائے، کافروں کی روحیں آسمان کی طرف نہیں چڑھتیں بلکہ سجین کی طرف جاتی ہیں، اس سے عیسائیوں کا دعویٰ باطل ہو گیا اور ان کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جھوٹ ثابت ہو گیا،

آٹھویں مثال:

متی انجیل کے اکیسویں باب میں کہتے ہیں،

''اور جب صبح کو پھر شہر کو جا رہا تھا اُسے بھوک لگی اور راہ کے کنارے انجیر کا ایک درخت دیکھ کر اس کے پاس گیا اور پتوں کے سوا اس میں کچھ نہ پا کر اس نے کہا آئندہ تجھ میں کبھی پھل نہ لگے اور انجیر کا درخت اُسی دم سوکھ گیا'' (۲۰-۲۱)

مرقس نے گیارہویں باب میں اس روایت کو نقل کرنے کے بعد اضافہ کیا کہ (اس وقت کہ) انجیر کا موسم نہ تھا، (۱۱)

غور کیجئے کہ ان بدبختوں نے اللہ تعالیٰ کے نبی کی طرف کیسے منسوب کر دیا کہ اس نے لوگوں کے درختوں سے بغیر موسم کے انجیر کا پھل طلب کیا، ایسا تو بچے اور پاگل بھی نہیں کر سکتے، اس کے بعد انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس درخت کو بددعا دی اور وہ خشک ہو گیا، حالانکہ اس کا کوئی گناہ بھی نہ تھا کہ اس کو ایسی سزا دی جاتی، ہو سکتا ہے کہ وہ درخت کسی کی ملک ہو یا ہر ایک گزرنے والے کے لیے مباح ہو، اگر وہ درخت کسی کی ملکیت تھا، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بایں ہمہ زہد وورع اس کے مالک کی اجازت کے بغیر انجیر طلب کرنے کا جواز نہ تھا، کیونکہ تمام شریعتوں میں اس کی بالاتفاق ممانعت ہے، اگر وہ درخت تمام لوگوں کے لیے مباح تھا تو آپ کو حق نہیں پہنچتا تھا کہ اس کے سوکھنے کی بددعا کریں، تاکہ لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں، وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیائے کرام کو لوگوں کے فائدے اور مصلحت کے لیے پیدا کیا اس کے برعکس فطرت پر پیدا نہیں کیا اس سے متی اور مرقس کا جھوٹ واضح ہو گیا جو انہوں نے اس قصہ کے ذریعے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کیا۔

آٹھواں باب

عیسائیوں کے مسلمانوں کے خلاف الزامات ومطاعن

اعتراض:

مسلمان صالحین ازدواجی زندگی اختیار کرتے ہیں جبکہ عیسائی ایسا نہیں کرتے

جواب:

تمہارا اس بات پر اتفاق ہے کہ داؤد علیہ السلام بادشاہ نبی تھے اور نبی کا مقام بالاجماع ولی سے زیادہ ہوتا ہے، تورات میں ہے کہ داؤد علیہ السلام نے سو عورتوں سے شادی کی اور ان سے پچاس سے زائد بیٹے اور بیٹیاں پیدا ہوئیں، سلیمان علیہ السلام نے ایک ہزار عورتوں سے شادی کی جیسا کہ تورات سے ثابت ہے اور تمہارا عقیدہ ہے کہ تورات حق ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی، اسی طرح تمام انبیائے کرام نے شادی کی اور ان کی اولادیں ہوئیں سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام کے، تورات میں ہے کہ آدمی کے لیے اتنی عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے جتنی عورتوں کا خرچ برداشت کر سکے، جبکہ تمہاری یہ حالت ہے کہ تم ازدواجی زندگی کی اجازت نہیں دیتے جس کو اللہ تعالیٰ نے تورات اور انجیل میں مشروع ٹھہرایا، تم نے پولس کا قول پکڑ لیا حالانکہ اس کا مقام تمہارے نزدیک ولی کا ہے، پولس نے تم کو حکم دیا کہ آدمی ایک عورت ہی سے نکاح کرے اگر وہ مر جائے تو دوسری کرے اور اس کی حد تین تک ہے، اس نے حکم دیا کہ پادری صرف ایک کنواری عورت سے شادی کرے وہ مر جائے تو دوبارہ نکاح کرنا اس کے لیے حرام ہے یہ بالکل واضح ہے کہ تزویج کے مسئلہ میں تمہارا دین باطل ہے تمہارے احمق اور جاہل ایسا عقیدہ رکھتے ہیں اور اولیائے اسلام پر اعتراض کرتے ہیں، جہاں تک تمہارے علماء کا تعلق

ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ تزویج حلال ہے اور کتب دینیہ میں منصوص ہے اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام پر احسان کیا، انہیں آسان شریعت عطا فرمائی جس میں کوئی مشقت نہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

'تناکحوا تناسلوا الی آخرہ' نکاح کرو اور نسل بڑھاؤ، میں کثرت امت کی وجہ سے تم پر فخر کروں گا،

اس لیے اہل اسلام کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ماننے اور نکاح کرنے اور نسل بڑھانے پر ثواب ملے گا

اعتراض:

عیسائی اہل اسلام پر ختنہ کی وجہ سے اعتراض کرتے ہیں،

جواب:

تمہاری انجیل میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مختون تھے اور ان کے ختنہ کا دن تمہارے نزدیک سب سے بڑی عید ہے پھر تم مسلمانوں پر کس طرح اعتراض کر سکتے ہو، کیا تم اپنے نبی کے حکم کی تعظیم نہیں کرتے؟

پھر تمہارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اور دیگر تمام انبیاء ختنہ شدہ تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو ختنہ کرنے کا حکم دیا جیسا کہ تورات میں ہے پھر تو یہ اعتراض تم پر ہے اور یہ گناہ بھی تمہارے سر ہے کہ تم نے اپنے نبی کی ختنہ والی سنت چھوڑ دی، اور تمام انبیاء کی مخالفت کی، اس کے باوجود تم طعن کرتے ہو حالانکہ جو شخص انبیاء کے شرعی فعل پر طعن کرے وہ اللہ تعالیٰ اور سارے انبیاء کے ساتھ کفر کا مرتکب ہوتا ہے۔

اعتراض:

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جنتی لوگ کھاتے پیتے ہیں،

جواب:

تم اس کا کیوں کر انکار کر سکتے ہو؟ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں

سے فرمایا اس وقت وہ شام کا کھانا کھا رہے تھے اور اسی رات یہودیوں نے ان کو پکڑا تھا، کہ اس کے بعد میں شراب جنت ہی میں پیوں گا۔

اسی طرح مرقس نے باب چودہ اور لوقا نے باب بائیس آیت ۲۲ میں ذکر کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا تم جنت میں میرے ساتھ میز پر کھاؤ پیو گے''

عیسائی علماء جانتے ہیں کہ آدم علیہ السلام اور حوا نے جنت میں ممنوعہ درخت کھایا، جس کے سبب وہ زمین پر اُترے یہ تورات اور انجیل میں منصوص ہے، پھر ان کے جاہل کس طرح انکار کرتے ہیں کہ جنت میں کھانا پینا نہ ہوگا؟ ان کے اعتراض کی بنیاد یہ ہے کہ کھانے پینے سے بول و براز کی ضرورت ہوتی ہے اور جنت بول و براز سے پاک ہے، یہ جاہل نہیں جانتے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ حکیم اکبر ہیں، نے خبر دی ہے کہ اہل جنت جو کچھ کھائیں پئیں گے وہ پسینہ بن کر نکل جائے گا اور اس کی خوشبو کستوری کی طرح ہوگی، وہ تھوکیں گے نہیں نہ ناک کی رینٹھ ڈالیں گے نہ ہی بول و براز کریں گے، تمام آسمانی کتابوں اور رسولوں کی شہادت ہے کہ جنت میں طرح طرح کے میوے اور پرندوں کے گوشت ہوں گے جو نفسوں کے لیے شہوت اور آنکھوں کے لیے لذت کا باعث ہوں گے، جو ان نعمتوں سے محروم رہے گا وہ سزا میں گرفتار ہوگا، اللہ تعالیٰ ہمیں عیسائیوں کے اس باطل عقیدہ سے محفوظ رکھے، ان کا یہ عقیدہ ملحدوں کے اس قول کی طرف لے جاتا ہے کہ موت کے بعد نعمتیں ارواح کے لیے ہیں اجساد کے لیے نہیں کیونکہ وہ بعثت اجساد کے منکر ہیں، عیسائی اگرچہ اس کی تصریح نہیں کرتے مگر ان کے قول سے لازم آتا ہے کہ جنت میں روحیں ہی نعمت آشنا ہوں گی اور جسم اس نعمت سے حصہ نہ پائیں گے، حالانکہ یہ معقول و منقول کے خلاف ہے۔

اعتراض:

مسلمان جنت میں محلات اور یواقیت وغیرہ کے قائل ہیں۔

جواب:

تمہاری کتاب نوار القدسین، میں یوحنا انجیلی کا قصہ مذکور ہے کہ ایک دن دو

نوجوانوں کے پاس سے گزرا، وہ دونوں ریشم وحریر کے لباس میں ملبوس تھے، ان کے ساتھ عالی شان سواری اور نوکر چاکر تھے تو ان کو آتش جہنم کا خوف دلایا، یہاں تک کہ ان دونوں نے جاہ وحشم چھوڑ کہ یوحنا کی پیروی شروع کر دی اور اپنا سارا مال ومتاع اپنے خدام پر تصدق کر دیا، ایک عرصہ کے بعد ان کے خدام لباس فاخرہ، عمدہ سواریوں اور نوکروں کے ساتھ گزرے جن کو دیکھ کر ان دونوں پر غم کی حالت طاری ہوگئی اور وہ دنیاوی نعمت و حشمت کے کھو جانے پر پشیمان ہوئے تو یوحنا نے ان کی یہ کیفیت دیکھ کر پوچھا کیا تم کو نعمت دنیا کے چلے جانے پر پشیمانی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، ہمیں اس سے صبر نہیں آ رہا، کہا جاؤ اور وادی کے پتھر لے آؤ، وہ لے آئے تو انہیں کپڑے میں ڈال کر نکالا تو وہ نفیس قسم کے یاقوت تھے، کہا انہیں بازار میں لے جا کر بیچو اور ان کی قیمت سے پہلے سے زیادہ مال و متاع خرید لو، مگر جنت میں تمہارا کوئی حصہ نہیں، تم اس دنیائے فانی کے عوض اپنا جنت کا حصہ بیچ چکے، ابھی وہ یہی باتیں کر رہے تھے کہ کچھ لوگ ایک میت لے کر آئے اور یوحنا سے درخواست کی کہ اس کو زندہ کر دے تو یوحنا نے کہا اے میت اللہ کے اذن سے اٹھ کھڑا ہو، پس وہ میت زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا، یوحنا نے کہا ان دونوں کو خبر دے کہ انہوں نے کس قدر جنت کی نعمت کھو دی ہے، تو اس میت نے ان کو بتایا کہ تمہارے لیے جنت میں یاقوت کے ہر رنگ کے محلات تھے اور ہر محل کی لمبائی اتنی اتنی ہے، جب دونوں نوجوانوں نے یہ بات سنی تو تائب ہوئے اور سب کچھ چھوڑ کر دین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مطابق یوحنا کی پیروی کرنے لگے حتیٰ کہ اسی دین پر ان کو موت آئی،

تمہاری اسی کتاب میں ہے کہ

فلاریاں جو کہ تمہارے نزدیک بہت نیک اور پاکباز بندہ تھا، کے پاس فرشتے روزانہ سونے کے طبقوں میں جنتی کھانا لاتے تھے اور ان کے اوپر ریشم کے رومال پڑے ہوئے تھے، پھر تم کس طرح انکار کر سکتے ہو کہ جنت میں سونے کے برتن ریشم کے کپڑے اور کھانا نہیں ہوگا، یہ قصہ تم پر حجت ہے، اس کے علاوہ وہ دلائل ہیں جن کو پیغمبرانہ کتابوں میں نقل کیا گیا ہے اور جن کی صحت وصداقت پر تمام دینی دانش وردی کا اتفاق ہے مگر کیا کیا جائے

تم ایک جاہل قوم ہو،

اسی کتاب میں ہے کہ سنتوں کے پاس فرشتے صبح شام بقدر کفایت طرح طرح کا جنتی کھانا لاتے تھے ایک دن ایک نیک آدمی پولیس اس کے پاس آیا تو فرشتے ریشم کے رومالوں سے ڈھکے ہوئے سونے کے برتنوں میں کئی گنا زیادہ کھانا لائے،

عیسائیوں کی کتابوں میں اس قسم کے واقعات بہت ہیں میں نے بخوف طوالت ان کو چھوڑ دیا،

اعتراض:

مسلمان انبیائے کرام کے ناموں پر اپنے نام رکھتے ہیں،

جواب:

تم کو اعتراض کرنے کا کیا حق ہے؟ ہم تبرکاً انبیائے کرام کے ناموں پر نام رکھتے

---

[۱] نصرانی عموماً اور ان میں زیادہ تر فرانسیسی ادیب کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عہد سے پہلے عورتوں کی زندگی غلامانہ تھی اور وہ انتہائی ذلت میں مبتلا تھیں مگر دین مسیحیت نے ان کی حالت بدل دی ان کو عزت وتکریم اور آزادی حاصل ہوگئی، بعض اہل فرنگ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ مریم علیہا السلام کی عبادت اسی عزت وتکریم کی وجہ سے ہوتی ہے (اللہ تعالیٰ شرک سے پناہ میں رکھے) ان کا یہ قول دو وجہ سے نقص رکھتا ہے

1- یہ دعویٰ صحیح نہیں کیونکہ انبیاء کی کتابیں، تواریخ بنی اسرائیل تواریخ روم اور دیگر ملکوں کی تاریخ بتاتی ہے کہ آزاد عورتوں کو پہلے سے یہ عزت وتکریم حاصل تھی،

2- شریعت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی حالت میں کوئی تبدیلی پیدا کی، بلکہ پطرس اور پولس نے عورتوں کو حکم دیا کہ شوہروں کی اطاعت کریں، کنیساؤں کے اندر خاموش رہیں اور ننگے سر نہ رہیں، اگر دیار فرنگ کی عورتوں کی کامل آزادی یہ ہے کہ وہ غیر محرم مردوں سے آزاد گپ شپ لگائیں تو یہ عادت کی بات ہے، دین مسیح نہیں، بلکہ یہ پہلے نسادی، قبیلوں کی عادت ہے جنہوں نے رومی حکومت پر غلبہ حاصل کیا، اور اس کے بعد اکثر بلاد فرنگ پر حکومت کی منہ ڈھانپنا اور مردوں عورتوں کا آزادانہ گفتگو نہ کرنا جیسا کہ مسلمانوں کے ہاں رائج ہے، ہرگز غلامی نہیں بلکہ گناہ روکنے کا ذریعہ ہے۔

انجیل متی کے پانچویں باب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ ارشاد موجود ہے:

ہیں، اور انبیائے کرام بھی اولادِ آدم کی جنس سے ہیں تم اپنے اوپر یہ اعتراض کیوں قائم نہیں کرتے؟ کہ تم کو فرشتوں کے ناموں پر نام رکھتے ہو مثلاً جبرئیل میکائیل میخائل وغیرہ، اس سوال کا تمہارے پاس جواب نہیں۔

(بقیہ حاشیہ) ایک اور طعن جو عیسائی مسلمانوں پر کرتے ہیں ذبح کا ہے وہ کہتے ہیں کہ جانور گلا گھٹ کر مر جائے یا اس کو ذبح کیا دونوں صورتوں میں فرق نہیں، وہ ذبح اختیاری اور ذبح اضطراری کے مسئلہ علماء کی تفصیلی بحث کا مذاق اڑاتے ہیں،

حالانکہ اصل صورت حال یہ ہے کہ مخنوق (گلا گھونٹ کر مارے ہوئے جانور) کا گوشت ان کے نزدیک بھی حرام ہے جیسا کہ مسلمانوں کے لیے حرام ہے یہ بات بڑی صراحت کے ساتھ قصص الحوارین کے پندرویں باب میں آئی ہے کیونکہ اس موضوع پر اور شریعت موسیٰ علیہ السلام پر عمل پیرا ہونے کے معاملہ میں بہت بحث مباحثہ اور اختلاف ہوا، چنانچہ حواریوں اور شروع کے عیسائیوں نے اس مسئلہ پر ایک مجلس منعقد کی اس مجلس نے انطاکیہ اور دیگر ممالک کے عیسائیوں کیلئے یعقوب حواری کی نصیحت کی روشنی میں کچھ احکام تحریر کیے، ان میں سے کچھ حسب ذیل تھے:

''ان ضروری احکام کے علاوہ ہم تم پر زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے یہ کہ تم بتوں کے لیے ذبح کیے جانوروں کے گوشت، خون، مخنوق اور زناء سے باز ہو، جب تم اپنے آپ کو اس سے محفوظ رکھو گے تو کیا خوب کام کرو گے اور تم کو معاف کر دیا جائے گا''

اگر کوئی عیسائی کہے کہ خون یا مخنوق کا گوشت کھانا تو بہت معمولی بات ہے، اس سے کیوں کر منع کیا گیا؟ تو جواب دیا جائے گا کہ ان کی حرمت معمولی ہوتی تو زناء کے ساتھ ایک ہی سطر میں ان کا ذکر نہ ہوتا، تورات میں ہے کہ نوح علیہ السلام نے فرمایا

''مگر تم گوشت کے ساتھ خون کو جو اس کی جان ہے نہ کھانا، میں تمہارے خون کا بدلہ ضرور لوں گا'' (پیدائش ۵-۹)

اس کے بعد مخلوق کے لیے سزاوار نہیں کہ وہ حرمتوں میں فرق کرے اور کہے کہ یہ بڑا گناہ ہے اور وہ چھوٹا گناہ۔

نوواں باب

بائبل سے نبوت محمدیہ کا ثبوت اور بشارات

اس بات میں نبوت محمدیہ ﷺ کا ثبوت انجیل زبور اور انبیائے کرام کی بشارات سے پیش کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت قیامت تک باقی رہے گی

واضح رہے کہ نبوت محمدیہ کا ثبوت ہر آسمانی کتاب میں موجود ہے اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے آپ کی بشارت دی ہے۔

پہلا ثبوت:

تورات کی کتاب پیدائش کے سولہویں باب میں ہے، کہ جب حضرت ہاجرہ حضرت سارہ سے بھاگی تو اس رات ایک فرشتہ دیکھا، فرشتے نے کہا اے ہاجرہ! تو کہاں جانا چاہتی ہے؟ اس نے کہا میں سارہ سے بھاگ کر آئی ہوں، کہا اس کے پاس لوٹ جا اور اس کے سامنے انکساری کا اظہار کر، بے شک اللہ تعالیٰ تیری اولاد کو بہت بڑھائے گا، عنقریب تو حمل ہو گی اور تیرے بیٹا ہو گا اس کا نام اسماعیل ہے، کیونکہ خدا نے تیرا دکھ سن لیا وہ آزاد مرد ہو گا اور وہ سب پر بالا دست ہو گا اور سب کے ہاتھ اس کی طرف پھیلے ہوں گے، اور اس معاملہ دنیا میں بہت بڑا ہو گا، (۱۳-۷-۱۶)

یہ بات معلوم و مشہور ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام اور آپ کی اولاد دنیا کے بڑے حصے پر غالب اور متصرف نہ تھی، اس میں آپ کی اولاد کے عظیم انسان محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہے کیونکہ آپ ﷺ کا دین اسلام روئے زمین کے ایک بڑے حصے پر غالب آ گیا، اور آپ کی امت شرق وغرب میں پھیل گئی، جس کو یہود کے جمہور علماء اچھی طرح جانتے ہیں، مگر اپنے عوام سے چھپاتے ہیں،

دوسرا ثبوت:

تورات کی پانچویں کتاب (استثناء) کے اٹھارویں باب میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ بنی اسرائیل سے کہہ

''میں ان کے لیے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اُسے حکم دوں گا، وہی وہ ان سے کہے گا، اور جو کوئی میری اُن باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا، نہ سنے تو میں اُن کا حساب اُس سے لوں گا'' (۲۰-۱۹-۱۸)

موسیٰ علیہ السلام کے بعد جو نبی بھی آیا وہ بنی اسرائیل سے آیا اور ان کے آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اس لیے اب ان میں کوئی اور نبی نہیں آ سکتا اور اس بشارت کا مصداق ان کے چچیرے بھائی بنی اسماعیل کے پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، کیونکہ آپ ﷺ کا تعلق بنی اسماعیل سے ہے اور اسماعیل علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام کے بھائی ہیں جو کہ بنی اسرائیل کے جدامجد ہیں، یہی وہ اخوت (برادری) ہے جس کا تورات میں ذکر آیا ہے اگر یہ بشارت بنی اسرائیل کے کسی نبی کے بارے میں ہوتی تو ان کے چچیرے بھائی کہنے کا کوئی مفہوم نہ تھا۔

ادھر یہودیوں کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد جتنے پیغمبر آئے ان میں سے کوئی موسیٰ علیہ السلام کی مانند نہ تھا، یہاں مثلیت سے مراد یہ ہے کہ کوئی خاص انسان آئے جس کی پیروی دنیا کی قومیں کریں، اور یہ صفت ہے ہمارے پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی، کیونکہ آپ نبی اسماعیلؑ کے قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں، اور ایسی شریعت لائے ہیں جو تمام شریعتوں کی ناسخ ہے اس اعتبار سے آپ موسیٰ علیہ السلام کی

مانند[1] ہیں بلکہ ان سے افضل ہیں، اور تمام انبیاء و مرسلین سے افضل ہیں،

تیسرا ثبوت:

استثناء کے تینتیسویں (۳۳) باب میں ہے

خداوند سینا سے آیا

اور شعیر سے اُن پر آشکارا ہوا

وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا (۲-۳۳)

کوہ فاران سے مراد مکہ اور ارض حجاز ہے کیونکہ فاران شاہان عمالقہ میں سے ایک بادشاہ کا نام ہے ان بادشاہوں نے سرزمین حجاز کی تقسیم کی تو یہ علاقہ فاران کے حصے میں آیا اس لیے اسی کے نام سے مشہور ہوا،

طور سینا سے آنے کا مفہوم دین موسیٰ کا ظہور ہے ساعیر سے جلوہ گر ہونے کا مطلب شام میں دین عیسیٰ کا ظہور ہے جبکہ فاران سے آشکارا ہونے کا معنی دین اسلام کا مکہ اور حجاز میں غلبہ ہے اور قدسیوں کے جلو میں آنے سے مراد پاکباز بندوں کے ہمراہ آنا ہے یہاں قدسیوں سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، کیونکہ وہی حضور کے ساتھ تھے اور کبھی آپ ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑا۔

چوتھا ثبوت:

اناجیل اربعہ کے چاروں مصنفین کا اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رفع

---

[1] اگر عیسائی یہ کہیں کہ تورات کا یہ ارشاد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق نہیں آتا بلکہ اس کا مصداق حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں، حالانکہ اس سے ان کے عقیدہ الوہیت عیسیٰ" کی تردید ہوتی ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مماثلت الوہیت عیسیٰ کے منافی ہے اس سے ثابت ہوا کہ اس ارشاد کا مصداق ہمارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہے کیونکہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو الٰہ" سمجھتے ہیں، اگر وہ اس پر اصرار کریں کہ اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں تو اپنے علماء اور ہمارے نزدیک کافر قرار پائیں گے اور اگر کہیں کہ اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو اپنے علماء کے نزدیک کافر ہوں گے اس لیے ان کے لیے گریز کی کوئی صورت نہیں سوائے اس کے کہ وہ رسول اللہ کو اس کا مصداق قرار دیں"

آسمانی کے وقت اپنے حواریوں سے فرمایا:

إِنِّي أَذْهَبُ إِلَى أَبِي وَأَبِيكُمْ وَإِلٰهِي وَإِلٰهِكُمْ وَأُبَشِّرُكُمْ بِنَبِيٍّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ پَارْقَلِيط

میں اپنے باپ اور تمہارے باپ اور اور اپنے خدا اور تمہارے خدا کے پاس اوپر جاتا ہوں اور تم کو ایک نبی کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام فارقلیط (احمد) ہوگا

یوحنا (۱۸-۲۰)

فارقلیط یونانی زبان کا لفظ ہے اس کا عربی میں ترجمہ ہے احمد جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ

میں ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور اس کا اسم گرامی احمد" ہوگا۔

انجیل کے لاطینی نسخے میں یہ لفظ پاراکلیس" آیا ہے اور یہی اسم مبارک میرے قبول اسلام کا باعث بنا ہے

یوحنا انجیل کے چودھویں باب میں لکھتے ہیں، کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

"فارقلیط وہ ہے جس کو میرا باپ آخری زمانے میں بھیجے گا اور وہ تم کو ہر چیز کی تعلیم دے گا"۔[1] (۲۵-۱۴)

---

[1] انجیل کی موجودہ عبارت اس طرح ہے:

میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں لیکن مددگار (فارقلیط) یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا، (۲۷-۲۵-۱۴)

اسی سلسلہ کلام میں آگے فرمایا:

"اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں"۔ (۱۳-۱۴)

پس فارقلیط ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے لوگوں کو ہر وہ چیز سکھائی جس کی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طرف قرآن کی صورت میں وحی فرمائی، اور اس وحی میں اولین وآخرین کے علوم ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی اس شان کا نہیں ہوا بجز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اس بشارت جلیلہ کے آپ ﷺ ہی مصداق ہیں،

پانچواں ثبوت:

یوحنا انجیل کے سولہویں باب میں لکھتے ہیں:

مسیح علیہ السلام نے فرمایا: فارقلیط وہ ہے جس کو میرا باپ میرے بعد بھیجے گا وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ خبریں دے گا" (۱۴-۱۶)

یہ اخبار متواترہ کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے جس کا انکار وہی شخص کر سکتا ہے جو بارگاہ الٰہی سے دھتکارا ہوا ہے، جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ آپ خواہش نفس سے بات نہیں کرتے بلکہ وحی الٰہی سے کلام کرتے ہیں تو اس تصدیق اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پاک سے ہوتی ہے

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى

جہاں تک آئندہ کی غیبی خبروں کا تعلق ہے، یہ بہت وسیع باب ہے جس میں کتابیں جمع کی گئی ہیں اور ایسا بحر ہے جس کا ساحل نہیں، حجۃ الاسلام امام ابوالفضل قاضی عیاض کی کتاب الشفا" میں اس موضوع پر کافی مواد ہے جس میں ارباب بصیرت کے لیے سامان عبرت ہے

متقدمین انبیائے کرام ﷺ کی کتابوں میں نبوت محمدیہ کا ذکر:

انبیاء متقدمین کی کتابوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت حسب ذیل حوالہ جات سے پیش کیا جاتا ہے:

چھٹا ثبوت:

زبور شریف کے باب ۷۲ میں داؤد علیہ السلام کا ارشاد ہے
اس کی سلطنت سمندر سے سمندر تک
اور دریائے فرات سے زمین کی انتہا تک ہو ہوگی
ترسیس (یمن) اور جزیروں کے بادشاہ نذریں گزرائیں گے
سب بادشاہ اس کے سامنے سرنگوں ہوں گے
کل قومیں اس کی مطیع ہوں گی
ہر وقت اس پر درود پڑھا جائے گا
روزانہ اس کو برکت کی دعا دی جائے گی
اور شہر سے اس کے انوار پھوٹیں گے
اس کا نام ہمیشہ قائم رہے گا
اور جب تک سورج قائم ہے اس کا
نام رہے گا،

یہ ساری صفات ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں، زمانہ اس کی گواہی دیتا ہے، جو شخص اس کا انکار کرتا ہے دنیا میں اُسے ان صفات سے متصف فرد نہ ملے گا اور اگر کوئی ان صفات کا کسی اور نبی کے لیے دعویٰ کرے تو سخت بہتان تراش ہوگا، میرے علم کے مطابق انبیاء میں سے کسی نبی کی طرف ان صفات کی نسبت نہیں کی گئی سوائے داؤد علیہ السلام کے اور وہ ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوئے ہیں علمائے یہود بخوبی جانتے ہیں کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی صفات ہیں لیکن وہ اپنی ازلی حرماں نصیبی کے باعث ان صفات کو چھپاتے ہیں،

ساتواں ثبوت:

حبقوق نبی اپنی کتاب کے تیسرے باب میں فرماتے ہیں:

فی اخر الزمان یحیٰ الرب من القبلة والقدس من جبال فاران	آخری زمانے میں اب قبلہ سے آئے گا اور قدس کوہ فاران سے انجیل کے موجودہ نسخوں میں ہے

God came from Teman and the Holy One from mount Paran, Selah. His Glory Covered The heavens, and the earth was full of his praise. And his frightness was as the light.

خدا تیمان سے آیا

اور قدوس کوہ فاران سے، سلاہ اس کا جلال آسمان پر چھا گیا اور زمین اس کی حمد سے معمور ہوگئی اس کی جگمگاہٹ نور کی مانند تھی (۴-۳-۳)

رب کے آنے سے مراد اس کی وحی ہے اور قدس ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو کوہ فاران یعنی مکہ اور ارض حجاز سے جلوہ گر ہوئے،

آٹھواں ثبوت:

(میکاہ) میخا نبی اپنی کتاب میں فرماتے ہیں،

فی اخر الزمان تقوم امة مرحومة وتختار الجبل المبارك ليعبدون الله فيه ويجتمعون من كل الاقاليم فيه ليعبدوا الواحد ولا يشر كوابه شياء	آخری زمانے میں ایک امت مرحومہ قائم ہوگی وہ ایک مبارک پہاڑ کا انتخاب کرے گی تاکہ اس میں اللہ کی عبادت کریں، وہ لوگ ہر ملک سے وہاں اکٹھے ہوں گے تاکہ ایک اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔

نوٹ: موجودہ تراجم میں یہ بشارت اس طرح ہے:

"لیکن آخری دنوں میں یوں ہوگا کہ خداوند کے گھر کا پہاڑ پہاڑوں کی چوٹی پر قائم کیا جائے گا اور سب ٹیلوں سے بلند ہوگا اور امتیں وہاں پہنچیں گی، اور

بہت سی قومیں آئیں گی اور کہیں گی آؤ خداوند کے پہاڑ پر چڑھیں اور یعقوب کے خدا کے گھر میں داخل ہوں اور وہ اپنی راہیں ہم کو بتائے گا اور ہم اس کے راستوں پر چلیں گے"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بائبل کے نسخوں میں کس قدر تحریف سے کام لیا گیا ہے؟

(از مترجم)

اس بشارت میں پہاڑ سے مراد کوہ عرفات ہے اور امت مرحومہ امت محمدیہ ہے مبارک پہاڑ میں اجتماع سے مراد حاجیوں کا عرفات میں جمع ہونا اور ملک ملک سے وہاں آنا ہے۔

نواں ثبوت:

شعیا (یسعیاہ) نبی فرماتے ہیں،

ان الرب سبحانه يبعث باخر الزمان عبده الذى اصطفاه لنفسه يبعث له الروح الامين يعلمه دنيه وهو يعلم الناس ماعلمه الروح الامين و يحكم وبالحق بين الناس وهو نور يخرجه من الظلمات التى كانو عليها رفود عرفتكم ماعرفنى الرب سبحانه قبل ان يكون

(باب ۴۲)

بے شک رب سبحانہ آخری زمانے میں اپنے چیدہ بندے کو مبعوث کرے گا اور روح الامین کو بھیجے گا تا کہ اس کو اس کا دین سکھائے پھر وہ لوگوں کو اس کی تعلیم دے گا اور حق کے ساتھ لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے گا، وہ نور ہے جو لوگوں کو اندھیروں سے نکالے گا میں نے تم کو اس بات کی آگاہی دے دی جس کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے رب تعالیٰ نے مجھے آگاہی دی۔

یہ واضح طور پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات جلیلہ ہیں کیونکہ آپ ﷺ کی

نوٹ: موجودہ بائبل میں یہ بشارت کچھ اس طرح ہے:

دیکھو میرا خادم جس کو میں سنبھالتا ہوں، میرا برگزیدہ، جس سے میرا دل خوش ہے، میں نے

ذات مقدسہ کو اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ کر کے آخری زمانے میں مبعوث فرمایا اور ساری مخلوق میں سے آپ ﷺ کو اپنا حبیب اور خلیل بنا دیا اور تعلیم دین کے لیے جبریل امین کو آپ کی طرف بھیجا، آپ ﷺ کا دین وحی قرآن سنت اور شرائع الاسلام پر مشتمل ہے اور آپ نے تبلیغ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا ہر حکم لوگوں تک پہنچا دیا آپ عدل انصاف کے ساتھ لوگوں کے درمیان فیصلے کرتے تھے، تمام ارباب عقل و دانش کا اتفاق ہے کہ مامورات و منہیات میں آپ کا ہر امر و نہی اور دعوت کا ہر سلسلہ عدل وصواب پر مبنی ہے اور جس نے بھی اس کا انکار کیا اس نے عناد اور ضد سے کام لیا اور شیطان کے جال میں پھنس کر ہمیشہ کی رسوائی کا سامان کر لیا،

وہ نور جس نے لوگوں کو اندھیروں سے نکالا وہ قرآن عظیم ہے جو آپ ﷺ پر نازل ہوا، جو آپ ﷺ پر نازل ہوا،

شعیا نبی کا یہ کلام نبوت محمدیہ کے ثبوت کی زبردست دلیل ہے اگر میں پہلے انبیاء کرام کی تمام شہادتوں کو جمع کروں تو کتاب طویل ہو جائے گی ان شاء اللہ تعالیٰ تمام انبیاء کرام کی بشارت کو ایک علیحدہ کتاب میں پوری تفصیل کے ساتھ ضبط تحریر میں لاؤں گا۔

حسبنا اللہ ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی الہ وصحبہ وسلم تسلیماً کثیراً الی یوم الدین والحمد للہ رب اللعالمین۔

انتہی

(بقیہ حاشیہ) اپنی روح اس پر ڈالی، وہ قوموں میں عدالت جاری کرے گا وہ نہ چلا ئے گا نہ شور کرے گا اور نہ بازاروں میں اُس کی آواز سنائی دے گی...... وہ راستی سے عدالت کرے گا، وہ ماندہ نہ ہوگا اور ہمت نہ ہارے گا جب تک کہ عدالت کو زمین پر قائم نہ کرے، جزیرے اس کی شریعت کا انتظار کریں گے.......... دیکھو پرانی باتیں پوری ہو گئیں اور میں نئی باتیں بتاتا ہوں اس سے پیشتر کہ واقع ہوں میں تم سے بیان کرتا ہوں''۔

(ملخص از باب ۴۲ آیت ۱ تا ۱۰)

الحمدللہ کہ کتاب تحفۃ الاریب کا ترجمہ بصورت مبیضہ آج مورخہ 24 جولائی 2003ء بروز جمعرات بوقت سات بجے صبح، نماز فجر کے بعد کی نشست میں صفحہ قرطاس پر منتقل ہو کر تکمیل کو پہنچا اللہ تعالیٰ اس کو مقام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں کے صدقے متلاشیان حق کے لیے سامان ہدایت اور اس عاجز مترجم کے لیے اخروی نجات کا ذریعہ بنائے (آمین)

صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ و آلہٖ
وصحبہٖ وسلم وانا المترجم
محمداعجاز جنجوعہ غفر اللہ
ولوالدی وللمؤمنین

جس میں حضور پُر نور، نور علی نور، منبع کمالات
مفخر موجودات، حبیب کبریا
حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ علیہ التحیۃ والثناء
کا حلیہ مبارک اور سرِ اقدس سے لیکر قدم پاک
کے خصائص برکات اور آپ کا حسین و جمیل
سراپا مقدس آیات قرآنی، مستند و معتبر روایات
و احادیث سے اخذ کر کے درج کیا گیا ہے
اور آپ کے ایک ایک عضو مبارک کے اوصاف
جمیلہ کی تصویر کھینچ دی گئی ہے۔

نوری رضوی پبلی کیشنز
11- گنج بخش روڈ لاہور